﴾بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴿ ﴾......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴿(آل عمران:74) ﴾......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴿ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد23 | جمعۃ المبارک10جون 2016ء | شمارہ24

04ر رمضان 1437 ہجری قمری ❁ 10ر احسان 1395 ہجری شمسی

رؤیت ہلال

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم چاند دیکھ کر روزے شروع کرو اور چاند دیکھ کر روزے ختم کرو اور اگر کسی وجہ سے انتیس تاریخ کو چاند نہ دیکھ سکو تو تیس دن پورے کرو۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب اذا رأیتم الھلال حدیث نمبر 1776)

﴾ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴿

مَیں ٹھیک ایسے وقت پر آیا ہوں جس میں یاجوج ماجوج کو کھلا چھوڑ دیا گیا ہے اور وہ ہر بلندی اور سمندر کی لہر پر سے پھلانگتے ہوئے پھیل رہے ہیں۔ پس مجھے مبعوث کیا گیا تا کہ میں کھلے کھلے نشان دکھا کر اور ایسی دعاؤں کے ذریعہ جو فرشتوں کو آسمانوں سے کھینچ کر زمین پر لے آویں، مسلمانوں کو ان کی یلغار سے بچاؤں اور مسلمانوں کے لئے ایک مضبوط حفاظتی بند بناؤں۔

’’وہ میری تکفیر کرتے ہیں لیکن مجھے معلوم نہیں کہ وہ کس بنا پر میری تکفیر کر رہے ہیں۔ ہم نے انہیں قسم دی کہ وہ اس بات کا اظہار کریں جسے وہ چھپا رہے ہیں لیکن وہ کچھ نہ بولے اور ان کے مشکیزے کو ایسے مضبوط تسمے سے باندھا گیا ہے کہ اس سے ایک بوند بھی نہ ٹپکے۔ وہ نزول مسیح کے وقت کو اس اونٹنی کی طرح تصور کرتے ہیں جس کا وضع حمل کا وقت گزر چکا ہو اور تا حال وضع نہ ہوا ہو، حالانکہ وہ دیکھ رہے ہیں کہ (نزول مسیح) کی تمام (علامات) ظاہر ہو چکی ہیں پھر بھی وہ نہیں جاگتے۔ کیا سورج اور چاند کو گرہن نہیں لگ چکا، جو رمضان کے مہینے میں واقع ہوا۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ زمین کے بوجھ (خزانے) کس طرح ظاہر ہو رہے ہیں، ریل گاڑی چل رہی ہے اور جہاز سمندر کا سینہ چیر رہے ہیں اور لوگوں کو اکٹھا کیا جا رہا ہے۔ اور جوان اونٹنیاں چھوڑ دی گئی ہیں اور سواریاں تبدیل ہو چکی ہیں اور جتنے بھی ان کے قیاسات تھے وہ سب ظاہر ہو چکے۔

مرہم عیسیٰ، حضرت عیسیٰ کی وفات پر ایک کھلی دلیل ہے پھر اس دلیل پر وہ کیوں غور نہیں کرتے اور نہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مسیح موعود کی مثال ذوالقرنین کے مشابہ ہے اور اے آنکھیں رکھنے والو! اسی کی طرف قرآن نے اشارہ کیا ہے۔ اگر تم غور کرتے تو یہ مثال تمہارے لئے کافی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ میں ذوالقرنین کی طرح حاذق اور نابغہء روزگار ہوں۔ اور لوگوں کو میرے لئے تمام زمینی خِطّوں کے نفوس کو اکٹھا کرنے کے ذریعہ یکجا کر دیا گیا ہے۔ میں نے اسی جگہ پر رہتے ہوئے بھی اپنی سیاحت کا کام مکمل کر لیا ہے اور اسلام میں حرمین شریفین کے علاوہ کسی جگہ کی سیاحت اور اس کے لئے رخت سفر باندھنا فرض نہیں، لہٰذا دونوں جہانوں کے ربّ نے اس طریق سے میرے لئے سیاحت کا سامان پیدا فرما دیا اور میں نے اپنی اس سیاحت کے دوران دو متضاد قومیں پائیں۔ ایک قوم تو وہ تھی جن پر سورج چمکا اور اس کی تپتی ہوئی آگ نے ان کے چہرے جھلس دیئے اور وہ ناکام و نامراد لوٹے اور دوسری قوم زمہریر میں ہے اور صاف چشمہ کے مفقود ہونے کی وجہ سے گدلے چشمہ پر ہے۔ یہ (پہلی) مثال ان لوگوں کی ہے جو کہتے ہیں کہ ہم ہی مسلمان ہیں حالانکہ انہیں آفتابِ اسلام سے کچھ بھی حصہ نہیں ملا۔ وہ اپنے بدنوں کو فائدہ اٹھانے کی بجائے جلاتے اور جھلساتے ہیں۔ اور (دوسری) مثال ان لوگوں کی ہے جن میں توحید کے سورج کی کوئی روشنی باقی نہیں اور انہوں نے عیسیٰ کو معبود بنا لیا ہے اور زندہ (خدا) کی بجائے مردہ کو بدلے میں لیا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اس کے حاجتمند ہیں۔

یہ دو مثالیں اس قوم کی ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو بہت سے منتشر فرقوں میں تقسیم کر لیا ہے اور سورج کی روشنی نے انہیں کوئی فائدہ نہ دیا سوائے اس کے کہ اس کی تمازت نے ان کے چہروں کو جھلسا دیا۔ پس وہ ہلاک ہو رہے ہیں اور ان لوگوں کی مثال جو سورج کی روشنی سے بھاگ گئے اور وہ تاریکی میں لوٹ گئے۔ میں نے ہجری، عیسوی اور ہر مروجہ کیلنڈر کے لحاظ سے دو صدیاں پائی ہیں اور اسی مناسبت سے اللہ کی کتاب میں میرا نام ذوالقرنین رکھا گیا ہے اس میں تدبر کرنے والوں کے لئے ایک بہت بڑا نشان ہے۔

مَیں ٹھیک ایسے وقت پر آیا ہوں جس میں یاجوج ماجوج کو کھلا چھوڑ دیا گیا ہے اور وہ ہر بلندی اور سمندر کی لہر پر سے پھلانگتے ہوئے پھیل رہے ہیں۔ پس مجھے مبعوث کیا گیا تا کہ میں کھلے کھلے نشان دکھا کر اور ایسی دعاؤں کے ذریعہ جو فرشتوں کو آسمانوں سے کھینچ کر زمین پر لے آویں، مسلمانوں کو ان کی یلغار سے بچاؤں اور مسلمانوں کے لئے ایک مضبوط حفاظتی بند بناؤں۔

حقیقی ستائش کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے جس نے اپنے بندے کو عین وقت پر بھیجا اور اسے زمانے کے فساد اور بے یار و مددگار ہونے کی حالت میں آسمان سے نازل فرمایا۔ پس کیا تم میں سے کوئی ہے جو اس کی قضاء و قدر کو ردّ اور اس کی بنیاد کو منہدم کر سکے۔

اللہ کی ذات حد درجہ پاک ہے اور تمہارے تصورات اور وہم و گمان سے کہیں بلند تر۔ تم نے میری تکفیر کی اور تم نے صرف اپنے آپ پر ظلم کیا اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں تمہیں بہت جلد حقیقت حال کا علم ہو جائے گا۔ ربّ العطایا اللہ کی مدد سے یہ کتاب پایۂ تکمیل کو پہنچی‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین مع علامات المقرّبین۔ (مع اردو ترجمہ) صفحہ 102-106)

تربیتِ اولاد اور انصار اللہ کی ذمہ داریاں

(قرآن وحدیث اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کرام کے ارشادات کی روشنی میں)

قسط 7

بچے کا چوبیس گھنٹے کا پروگرام بنوانا:

والدین کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ بچے کے ساتھ مل کر مختلف کاموں کے لئے وقت مقرر کردیں۔ مثلاً قرآن کریم اور دینی تعلیم کا وقت، نماز باجماعت کے لئے وقت، سکول کا وقت، گھر آکر پڑھائی کا وقت، آؤٹ ڈور کھیل کا وقت، کمپیوٹر یا ٹی وی کا وقت، دینی اور تنظیمی کاموں کا وقت، کھانے پینے اور دیگر ضروریاتِ زندگی کے لئے وقت، سونے کے لئے قریباً سات یا آٹھ گھنٹے۔ اگر بچوں کا اس طرح چوبیس گھنٹے کا پروگرام بن جائے تو ناممکن ہے کہ اُن کا وقت ضائع ہو۔ ہر وقت کام میں مصروف رہنے سے بچہ آوارگی سے بھی بچا رہتا ہے جو اس کے لئے زہرِ قاتل بن سکتی ہے۔

بری صحبت سے بچانا اور نیک صحبت مہیا کرنا:

والدین بچوں کو بُری صحبت سے بچائیں۔ والدین کو بچوں کے دوستوں کا علم ہونا چاہئے۔ نیک دوست اچھا اثر رکھتے ہیں۔ سکول آتے جاتے اور کھیل کے اوقات میں گاہے گاہے بچوں کی نگرانی کرتے رہیں۔ اس امر کا بھی خیال رکھیں کہ بچوں کی دوستی اپنی عمر سے بڑے لڑکوں کے ساتھ نہ ہو۔ بچوں کو نیک صحبت مہیا کریں۔ بچوں کو مساجد میں درس و دیگر پروگرامز میں بھی شامل کریں۔

حَضرت خَلِیفَةُ الْمَسِیحِ الثَّانِیؓ فرماتے ہیں:

”جب تک بچے کی صحبت اور مجلس نیک نہ ہوگی اُس وقت تک ماں باپ کی کوشش بچوں کے اخلاق درست کرنے میں کارگر اور مفید ثابت نہیں ہوسکتی۔ بے شک ایک حد تک اُن کی اچھی تربیت سے بچوں میں نیک خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن اگر بچے کی عمدہ تربیت کے ساتھ اُس کی صحبت بھی اچھی نہ ہو تو بد صحبت کا اثر تربیت کے اثر کو اتنا کمزور کردیتا ہے کہ اُس تربیت کا ہونا نہ ہونا قریباً مساوی ہوجاتا ہے.... ماں باپ کی تربیت اگر خشیت اللہ اس کے اندر پیدا کرتی ہے تو بد صحبت اس کے مقابلہ میں اس کی ہمت اور حوصلے کو پست کر دیتی ہے۔ **پس کامل تربیت اسی وقت ہوسکتی ہے کہ جب اچھی تربیت کے ساتھ صحبت بھی اچھی ہو**“۔

(خطباتِ محمود جلد 9 صفحہ 156)

مناسب جیب خرچ دینا:

بچے کو مناسب جیب خرچ (جس سے اس کی اس وقت کی ضرورت پوری ہوجائے) بھی دینا چاہئے اور کچھ مال کا مالک بھی بنانا چاہئے۔ اس سے بچہ اپنی چھوٹی موٹی ضرورت بھی پوری کرسکتا ہے۔ چندہ، صدقہ کے علاوہ رشتہ داروں کی مدد بھی کرسکتا ہے اور کفایت شعاری کی عادت بھی اُس میں پیدا ہوسکتی ہے۔ پھر اُس سے یہ بھی پوچھنا چاہئے کہ اُس نے اپنی ضرورت پوری بھی کی یا نہیں۔ اگر اس طرح نگرانی کی جائے تو بچے آوارگی سے بچ جائیں گے اور ان کے پاس آوارہ اور بد عادات کے لڑکے جمع نہ ہوسکیں گے۔

کسی بدی کی نسبت یہ خیال نہ پیدا ہونے دینا کہ اس کی کوئی اہمیت نہیں:

بچے کے ذہن میں کسی بدی کی نسبت یہ خیال نہ پیدا ہونے دیں کہ اس کی کوئی اہمیت نہیں تا وہ اس بدی کو حقیر نہ سمجھنے لگ جائے۔ اکثر والدین دل سے چاہتے ہیں کہ بدی کا اثر اُن کے بچوں پر نہ ہو لیکن وہ اپنا نمونہ ایسا اُن کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ بچوں کی نگاہ میں وہ بدی حقیر ہوجاتی ہے اور اس کی وجہ سے بدی کا خیال ان کے دل میں پیدا ہوجاتا ہے۔ مثلاً عام طور پر ماں باپ چاہتے ہیں کہ بچہ جھوٹ نہ بولے لیکن خود اس کے سامنے جھوٹ بول لیتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں ”پس پہلی غلطی اولاد کی تربیت میں جو والدین سے سرزد ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ گو وہ دل سے چاہتے ہیں کہ بچوں کو نقصان اور عیب سے بچائیں مگر خود پوری پوری احتیاط نہیں کرتے اور اپنا نمونہ اور عمل ان کے سامنے اچھا پیش نہیں کرتے جس کی وجہ سے وہ خود بچوں کو جھوٹ سکھانے کا موجب ہوجاتے ہیں۔ مثلاً بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ والدین کوئی چیز گھر میں لاتے ہیں، بچہ بیمار ہوتا ہے اس کو کھلانے میں نقصان کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس لئے جب وہ مانگتا ہے تو کہہ دیتے ہیں وہ چیز تو گھر میں آئی ہی نہیں، حالانکہ بچے کو اس کی خبر ہوچکی ہوتی ہے۔ گو وہ اپنے ذہن میں سمجھ لیں کہ ہم نے جھوٹ نہیں بولا کیونکہ بچہ کا فائدہ کررہے ہیں مگر اس میں کیا شک ہے کہ وہ جھوٹ بول رہے ہوتے ہیں اور در پردہ بچے کو جھوٹ کی تعلیم دے رہے ہوتے ہیں یا پھر بعض دفعہ وہ انکار تو نہیں کرتے مگر یہ کہہ دیتے ہیں ہم نے وہ چیز کھالی ہے حالانکہ بچہ خوب جانتا ہے کہ انہوں نے ابھی کھائی نہیں۔ یا کہہ دیتے ہیں کہ وہ چیز تو کوئی اٹھالے گیا، ضائع ہوگئی۔ حالانکہ بچہ جانتا ہے کہ نہ کوئی اٹھالے گیا اور نہ ضائع ہوئی۔“

(الازھار لذوات الخمار صفحہ 163)

ایسے مقامات پر نہ کھڑے رہنا جہاں امراء اچھی چیزیں کھا رہے ہوں:

بچے کو ایسے مقامات پر کھڑے نہیں رہنے دینا چاہیئے جہاں امراء اچھی چیزیں کھارہے ہوں۔

حضرت مصلح موعودؓ مزید فرماتے ہیں: ”بچوں کو ہی ایسے مقامات پر کھڑا ہونے سے نہیں روکنا چاہئے بلکہ بڑوں کو بھی یہی حکم ہے لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِہٖ کہ جو چیز تمہارے پاس نہیں ہے اگر وہ دوسرے کے پاس ہے تو اس کو دیکھنا بھی گناہ ہے کیونکہ اس سے خواہشِ بد پیدا ہوگی۔ بعض غریب آدمی اپنے بچوں کو ایسے مقامات پر جہاں امراء لوگ کھاتے پیتے ہوں کھڑے ہونے اور دیکھنے سے نہیں روکتے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس چیز کی ان کے اندر حرص پیدا ہوتی ہے۔ اور جب ان کی حرص پوری نہیں ہوتی تو پھر کسی نہ کسی طرح اس چیز کے حاصل کرنے کی بیجا کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے ماں باپ کا فرض ہونا چاہئے کہ وہ بچوں کو ایسی جگہ سے روکیں اور وہاں ان کو کھڑا نہ ہونے دیں۔ اور ایسی حالت میں کسی کا کچھ دیکھنا بھی عیب ہے جس سے لالچ اور حرص پیدا ہوتی ہے۔“

(الازھار لذوات الخمار صفحہ 166)

بڑوں کا ادب بالخصوص رحمی رشتوں کا احترام اور محبت پیدا کرنا۔ ’تم‘ کی بجائے ’آپ‘ کا استعمال:

بچوں کو اپنے رحمی رشتوں کا تعارف کرواکے ان کے لئے حسبِ مراتب خود بھی محبت واحترام اور آداب بجالانا ضروری ہے اور بچوں کو بھی یہ سمجھانے کی ضرورت ہے۔ یہ تعلق بچوں کی تربیت پر ایک گہرا اثر چھوڑتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ بھی بچوں کو اپنے بڑوں، خواہ وہ مخالفت ہی کیوں نہ کرتے ہوں، کا ادب کرنے کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ بچپن میں مَیں نے کوئی بات کرتے ہوئے مرزا نظام الدین صاحب کا نام لیا تو صرف نظام الدین کہا۔ اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا میاں آخر وہ تمہارا چچا ہے، اس طرح نام نہیں لیا کرتے۔

بچے کو شروع سے ہی اپنے سے بڑے کو تم کی بجائے ’آپ‘ کہہ کر مخاطب کرنے کی عادت ڈالنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ بعض ماں باپ تو یہ عادت ڈالنے کے لئے خود بھی بچوں کو آپ کہنا شروع کردیتے ہیں تا کہ بچہ انہیں دیکھتے ہوئے آپ کہنے کی عادت جلد اختیار کرلے۔

نسبتاً بلند آواز سے بات کرنے کی عادت ڈالنا:

ماں باپ کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ بچے کی آواز اونچی بنائیں۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں ”جس بچہ کی آواز طوطی کی سی ہوگی وہ دنیا کے نقّارخانہ میں اپنی آواز نہیں سنا سکے گا۔ دیکھو کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس کی آواز عمدہ اور اچھی نہ ہو۔ اور یہ نہایت ضروری ہے کہ انسان کی آواز بلند ہو...... میں گھر میں بیویوں کو پڑھاتا رہا ہوں اور اونچی آواز کرنے کے لئے اس طرح کرتا تھا کہ اپنے سے دُور بٹھاتا تا سنانے کے لئے زور سے پڑھیں۔ اسی طرح جب مَیں مدرسہ احمدیہ میں پڑھاتا تھا تو جو لڑکا نیچی آواز سے پڑھتا اُس کو پرے بٹھا دیتا یا اپنی کرسی بہت پیچھے ہٹا لیتا۔ اس پر اُسے مجبوراً زور سے پڑھنا پڑتا۔ تو اُونچی آواز کرنے سے آواز اُونچی ہوجاتی ہے، اس کی ضرور کوشش کرنی چاہئے۔“

(الازھار لذوات الخمار صفحہ 131، 132)

اسلام کی تاریخ، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعودؑ اور دیگر تاریخ کا بنیادی علم سکھانا اور بزرگوں کے واقعات سنانا:

بچوں کو اسلام کی تاریخ، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعودؑ اور دیگر تاریخ کی بنیادی باتیں یاد کروانی بہت ضروری ہیں۔ اسی طرح بچوں کو اپنے والد اور والدہ کی خاندانی تاریخ، خاندان میں احمدیت کب اور کیسے آئی اور بزرگوں کی خدمات اور اُن کے ایمان افروز واقعات بھی سنانے چاہئیں۔

دعاؤں اور نظموں کو ترجمہ اور مفہوم کے ساتھ یاد کروانا:

بچے جو عربی دعائیں یاد کریں اُن کا ترجمہ بھی انہیں اچھی طرح یاد کروایا جائے تا کہ جب دعا کریں تو خوب سمجھ کے دعا کریں۔ اسی طرح درّثمین، کلامِ محمود، درعدن، کلامِ طاہر، بخارِ دل وغیرہ کی جو نظمیں بچے یاد کریں اُن کے مشکل الفاظ کے مطالب اور ہر شعر کا مفہوم بھی اُنہیں اچھی طرح سمجھایا جائے۔

روزانہ باآواز بلند تلاوت قرآن کریم کی عادت ڈالنا:

بچوں کو ہر روز صبح بلند آواز سے تلاوت قرآن کریم کی عادت ڈالنی چاہئے۔ اُن کی یہ عادت تبھی پختہ ہوگی اگر گھر کے بڑے خود بھی اس پر عمل پیرا ہو رہے ہوں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ”بچوں کو بھی قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالیں اور خود بھی پڑھیں۔ ہر گھر سے تلاوت کی آواز آنی چاہئے۔ پھر ترجمہ پڑھنے کی کوشش بھی کریں۔“

(خطباتِ مسرور۔ جلد دوم صفحہ 688)

عبادت کی طرف توجہ: (نماز ادا کرنے کی تلقین، نماز کے بعد تسبیحات اور ذکر الٰہی کرنا)

نماز کے الفاظ یاد کروانے اور چھوٹی چھوٹی سورتیں حفظ کروانے اور نماز پڑھتے ہوئے اپنے ساتھ بچے کو کھڑے کرنے کا ذکر سات سال سے قبل کی عمر کے تربیتی امور میں کیا جاچکا ہے۔ اب عمر کے اس نئے شروع ہونے والے دَور میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر عمل کرنے کی ضرورت ہے کہ ”اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو۔ پھر دس سال کی عمر میں اُنہیں اس پر سختی سے کاربند کرو۔ نیز اُن کے بستر الگ الگ بچھاؤ۔“

(سنن ابی داؤد۔ کتاب الصلوٰۃ۔ باب متی یؤمر الغلام بالصلوٰۃ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ”یہ بھی میرے نزدیک انتہائی اہم باتوں میں سے ایک ہے بلکہ **سب سے اہم بات ہے کہ بچوں کو پانچ وقت نمازوں کی عادت ڈالیں**۔ کیونکہ جس دین میں عبادت نہیں وہ دین نہیں۔ اس کی عادت بھی بچوں کو ڈالنی چاہئے اور اس کے لئے سب سے بڑا والدین کا اپنا نمونہ ہے۔ اگر خود وہ نمازی ہوں گے تو بچے بھی نمازی بنیں گے۔ نہیں تو صرف ان کی کھوکھلی نصیحتوں کا بچوں پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔“ (خطباتِ مسرور۔ جلد نمبر اوّل صفحہ نمبر 144)

بچوں کو مساجد میں لے کر آنا اپنے آنے سے زیادہ اہم سمجھنا چاہئے بلکہ بقول حضرت مصلح موعودؓ یہ کام ہر اُس شخص کا ہے جسے کوئی بچہ ایسا نظر آئے جو مسجد میں نہیں آتا، اُس کا فرض ہے کہ وہ اُسے مسجد میں لانے کی کوشش کرے۔ (بحوالہ خطباتِ محمود جلد 15 صفحہ 233، 234)

حضرت مصلح موعودؓ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ:

”**بڑا آدمی اگر خود نماز باجماعت نہیں پڑھتا تو وہ منافق ہے۔ مگر وہ لوگ جو اپنے بچوں کو نماز باجماعت کی عادت نہیں ڈالتے وہ اُن کے خونی اور قاتل ہیں**“۔

(تفسیر کبیر۔ جلد 7 صفحہ 652)

پھر نماز باجماعت کے بعد تسبیحات کرنے کی عادت بھی بچوں کے اندر راسخ کرنا چھوٹی عمر سے ہی بہت ضروری ہے۔ جیسا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نمازوں کے بعد تینتیس تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہ، اَلْحَمْدُلِلّٰہ پڑھا جائے اور چونتیس دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَر۔ یہ سو دفعہ ہوا۔ بچوں کو یہ بھی سمجھایا جائے کہ اگر اُنہیں بعض دفعہ اپنے بڑے نماز کے بعد اٹھ کر جاتے نظر آئیں تو اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ ذکر کرتے نہیں بلکہ وہ ضرورتاً اٹھتے ہیں اور ذکر دل میں کرتے جاتے ہیں۔ اِلَّامَاشَآءَ اللّٰہ۔

اسی عمر میں والدین کو چاہئے کہ نماز کا ترجمہ بھی بچوں کو سکھائیں۔ اور کسی کتاب یا فولڈر وغیرہ سے پڑھنے کی ہدایت کرنے کی بجائے بذاتِ خود پیار کے ساتھ بچے کے دل میں اُتارنے کی کوشش کریں اور یہ سمجھائیں کہ نماز پڑھتے ہوئے اس کے معانی بھی ذہن میں لایا کریں اور ان پر غور وفکر بھی کیا کریں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ بچہ جب ذرا بڑا ہو جائے تو اُسے تہجد کی عادت ڈالیں کیونکہ میرے نزدیک تہجد کی عادت اسی عمر میں پڑسکتی ہے، بعد میں بہت مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے انہیں تہجد کی عادت ڈالیں اور ذکر کرنا سکھائیں۔ اس سے طبیعت کا لا اُبالی پن دُور ہوکر رقّتِ قلب پیدا ہوگی۔ (خطباتِ محمود جلد 13 صفحہ 644)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی آئندہ نسلوں میں نماز قائم رہے اور پوری شان اور حفاظت کے ساتھ قائم رہے تو اس کے اِرد گرد وہ فصیلیں بھی کھڑی کریں جو نوافل کی فصیلیں ہیں، ان سے نماز پر ضرب نہیں آئے گی۔ اگر کبھی کمزوری دکھائیں گے تو نوافل کی حد تک اثر رہے گا لیکن فرائض قائم رہیں گے۔“

(خطباتِ طاہر جلد 11 صفحہ 735)

(باقی آئندہ)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 404

مکرم السید شلبی صاحب(2)

قسطِ گزشتہ میں ہم نے مکرم السید شلبی صاحب کے احمدیت کی طرف سفر کا ایک حصہ پیش کیا تھا۔ اس قسط میں ان کے سفر کا باقی حصہ نذر قارئین کیا جائے گا۔ وہ لکھتے ہیں:

پروگرام الحوار المباشر سے تو میں بہت متاثر ہوا تھا لیکن مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ پروگرام ہر ماہ پیش کیا جاتا ہے۔ لہٰذا میں نے ایک دفعہ تو اس پروگرام سے غیر معمولی روحانی اور علمی حظّ اٹھایا لیکن اس کے بعد بات آئی گئی ہوگئی تاہم اس چینل اور پروگرام کا نام میرے ذہن میں اٹک کر رہ گیا۔

تحقیق اور کشفِ حقیقتِ مُلّاں

چند ماہ کے بعد یعنی 2010ء کی آخری سہ ماہی میں مَیں نے انٹرنیٹ سروس لی اور ازدیادِ علم اور انٹرنیٹ سے بھرپور استفادہ کی خاطر میں گھنٹوں کمپیوٹر کے سامنے بیٹھ کر مختلف ویب سائٹس کو وزٹ کرنے لگا۔ اچانک میرے دل میں ایم ٹی اے اور پروگرام الحوار المباشر کا خیال آگیا۔ میں نے بغیر کسی مقصد کے ایم ٹی اے کی نائل ساٹ پر فریکوئینسی کے الفاظ لکھ کر تلاش کی تو اس کے متعدد نتائج سامنے آگئے۔ یہ دیکھ کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی لیکن محض چند ویب سائٹس کو ہی پڑھ کر شدید صدمہ ہوا کیونکہ ان میں اس چینل کو چلانے والی جماعت احمدیہ کے خلاف علماء کی طرف سے شدید مخالفت کا اظہار کیا جارہا تھا، یہاں تک کہ اسے جماعت احمدیہ کے علاوہ کسی اور نام سے پکارا جارہا تھا۔ اس تحقیق کے دوران مجھے ایک مشہور مصری مولوی کی ویڈیو بھی ملی جس کا عنوان تھا کہ شیخ حسان کا مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے بارہ میں بیان۔ میں نے اسے چلایا تو اس میں بیان ہونے والے گندے الفاظ اور دریدہ دہنی کو سن کر مجھے گھن آنے لگی۔ یہ ویڈیو ختم ہوتے ہی اسی مضمون کی دیگر ویڈیوز کے لنک بھی سامنے آتے گئے۔ ان میں سے الحوینی نامی ایک اور زبان دراز مشہور مولوی کی ویڈیو بھی تھی جو پہلے مولوی کی ویڈیو سے بھی زیادہ گندگی سے پُر تھی۔

یہ سب کچھ پڑھ کر اور ویڈیوز دیکھ کر میری طبیعت خراب ہوگئی اور میں اس رات جب سویا تو خواب میں دیکھا کوئی ہمارا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے۔ میں نے جاکر دروازہ کھولا تو ایک شخص کو کھڑے پایا جس کی شکل میرے لئے معروف تھی لیکن اس کے چہرے پر نہ داڑھی تھی نہ مونچھ۔ میں نے اسے اندر بلاتے ہوئے کہا کہ آپ کا چہرہ دیکھا دیکھا سا لگتا ہے۔ اس نے کہا ہاں میں شیخ الحوینی ہوں۔ میں نے کہا ہاں اب میں نے آپ کو پہچان لیا ہے۔ میں نے اسے بڑے احترام سے اندر بٹھایا اور پھل وغیرہ پیش کئے تو اس نے بغیر کسی انتظار کے ایک مالٹا اٹھایا اور انتہائی غیر مہذب طریق پر اپنے دانتوں سے کاٹ کر اسے چھیلنا شروع کردیا اور منہ میں آنے والے مالٹے کے چھلکے تھوکنے کے انداز میں کمرے کی زمین پر پھینکنا شروع کردیئے۔ اور پھر اس مالٹے کو ایسے کھانا شروع کردیا جیسے زندگی میں پہلی بار مالٹا دیکھا ہو۔ میں اس صورتحال پر حیران اور شرمندہ تھا کہ جس مولوی کی میں عزت کرتا ہوں اور احترام کا مقام دے رہا ہوں وہ چھری میسر ہونے کے باوجود ایسے غیر مہذب طریق پر کھا رہا ہے جیسے وہ ادب وآداب سے بے بہرہ پتھر کے زمانے کا کوئی وحشی انسان ہو۔

ایسے میں مَیں نے پوچھا کہ مولوی صاحب آپ کی مرزا غلام احمد قادیانی کے بارہ میں کیا رائے ہے؟ اس نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے اپنے سامنے سے کچے گوشت کا ایک ٹکڑا اٹھایا اور اسے کپڑے کی طرح دونوں ہاتھوں میں بل دیتے ہوئے نچوڑا پھر منہ بھر کے اس کو کھاتے ہوئے نہایت گندی زبان استعمال کرتے ہوئے کہا: ان کی تو بات ہی نہ کرو۔ پھر اس نے منہ سے عجیب وغریب آوازیں نکالتے ہوئے گالی گلوچ اور لعن طعن کے ساتھ یہ کہا کہ لوگوں نے مجھے بتایا ہے کہ یہ لوگ کافر ہیں۔ میں نے کہا مولوی صاحب لوگوں کی باتیں چھوڑیں مجھے آپ اپنی رائے بتائیں، کیا آپ کے پاس شرعی لحاظ سے ان کے کفر پر کوئی دلیل ہے؟ اس نے اس کا کوئی جواب نہ دیا اور غیر انسانی طریق پر آوازیں نکال نکال کر گوشت کھاتا رہا جبکہ شتم وتکفیر اور لعن طعن کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ یہ دیکھ کر ہم میاں بیوی اسے چھوڑ کر دوسرے کمرے میں چلے گئے۔

اس رؤیا سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مولوی کی حقیقت سے آگاہ کردیا اور میرے دل میں اس کے لئے شدید نفرت پیدا ہوگئی تھی۔

بیعت

میں نے انٹرنیٹ پر اپنی تحقیق کا سلسلہ جاری رکھا تاآنکہ مجھے ایم ٹی اے العربیہ کے ایک پروگرام میں شیخ حسان کے مزاعم کے ردّ پر مبنی ویڈیو کلپ بھی مل گیا۔ اس ردّ کو سن کر مجھے یوں محسوس ہوا کہ جیسے خدا تعالیٰ کے افضال میرے دل کی بنجر زمین پر موسلا دھار بارش بن کر نازل ہونے لگ گئے ہیں۔ اب حقیقت میرے لئے ظاہر وباہر ہو چکی تھی چنانچہ میں نے فوراً بیعت کا فیصلہ کرلیا۔

ایک روز میں ایم ٹی اے پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی بچوں کے ساتھ ایک کلاس دیکھ رہا تھا اس میں حضور بچوں کے ساتھ نہایت پُرشفقت مسکراہٹ کے ساتھ کوئی بات کررہے تھے۔ مجھے حضور انور کی بات کی سمجھ تو نہ آسکی لیکن آپ کے چہرہ مبارک پر پھیلنے والی مسکراہٹ نے میرا دل موہ لیا اور میں نے بسرعت اپنی اور اپنی اہلیہ کی بیعت ارسال بھی کردی۔

حقیقی میراث

ابھی ہماری بیعت پر چند روز ہی گزرے تھے کہ مجھے ایک خط موصول ہوا۔ یہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی طرف سے قبول بیعت کا خط تھا۔ اس کو کھول کر پڑھتے ہی دل میں سکینت گھر کر گئی اور دل ہر قسم کے شک سے صاف ہوگیا۔ میں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے دیگر خطوط کے ساتھ اس خط کو بھی بطور خاص سنبھال کر رکھا ہوا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میرے بچوں اور ان کے بچوں کے لئے یہ سب سے بہتر میراث ہوگی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اولاد اور ان کی نسلوں کو شیطان سے محفوظ رکھے اور وہ حضور انور کی دعاؤں کی برکات سے مستفیض ہوتی رہیں۔ آمین۔

مخالفت اور استہزاء

میرے بہن بھائیوں پر میری بڑی بہن کا بہت کنٹرول ہے۔ میری یہ بہن بانقاب اور متدیّن مزاج ہے۔ میں نے سوچا کہ اگر میں اپنی اس بہن کو تبلیغ کروں اور یہ قائل ہوجائے تو سارے خاندان تک احمدیت کا پیغام نہایت آسانی سے پہنچ سکتا ہے۔ چنانچہ ایک روز میں نے اس کو اپنی ہدایت یابی کی داستان سنا ڈالی۔ لیکن خلاف توقع اس کی کیفیت بدل گئی۔ اس پر رعشہ طاری ہوگیا اور اس نے تعوّذ و استغفار پڑھنا شروع کردیا۔ قبل ازیں اس پر یہ حالت عموماً جنّوں اور بد ارواح کے کسی پر تسلّط کا ذکر سن کر طاری ہوا کرتی تھی۔ وہ بار بار آیت کریمہ: {سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ} کا ورد کرنے لگ گئی۔ اگرچہ بظاہر تو وہ قرآن کریم کی آیت پڑھ رہی تھی لیکن میری ہدایت یابی کی داستان سن کر اس قسم کے اظہار کا مطلب یہی تھا کہ اس کی دانست میں مجھ پر یا تو جن سوار ہوگیا ہے یا کسی آسیب کا سایہ ہے یا میرا دماغ چل گیا ہے۔ میں نے بارہا اسے یقین دلانے کی کوشش کی کہ میں بالکل ٹھیک ہوں اور بقائمی ہوش وحواس یہ باتیں کررہا ہوں لیکن اسے یقین نہ آیا۔

اس کے بعد جلد ہی یہ خبر سارے خاندان میں پھیل گئی اور میری بہنوں اور بھائیوں نے تو یہاں تک کہنا شروع کردیا کہ تمہارا قبول احمدیت خدا کی طرف سے عذاب ہے۔ اور خدا کا تمہارے ساتھ یہ سلوک اس بات کی دلیل ہے کہ جو کچھ ہم نے تمہارے ساتھ بچپن میں روا رکھا وہ سب ٹھیک تھا بلکہ تم اسی قسم کے سلوک کے ہی مستحق تھے۔ اور بالآخر ان میں سے بعض نے ہمارے ساتھ قطع تعلق کرلیا۔

جب مخالفت بڑھی تو اس کا اثر ہمارے گھر پر بھی ہوا۔ میرے بچوں نے خاندان کی کنارہ کشی کو بہت محسوس کیا۔ میں ہمیشہ انہیں یہی کہتا رہا کہ تھوڑا صبر سے کام لو، کیونکہ اللہ تعالیٰ استقامت اختیار کرنے والوں اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنے والوں کو بہت نوازتا ہے۔ لہٰذا اگر ہمارے رشتہ داروں نے ہمیں چھوڑ دیا ہے تو خدا اس بات پر قادر ہے کہ ہمارا گھر احمدیوں سے بھر دے۔

گھر احمدیوں سے بھر گیا

میں نے ایم ٹی اے پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی زبانی یہ نصیحت سنی تھی کہ جو لوگ اپنے علاقوں میں اکیلے احمدی ہیں انہیں تبلیغی کوششوں کے ساتھ ساتھ ''رَبِّ لَاتَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ'' کی دعا کرنی چاہئے۔ میں نے اس دعا کی عجیب تاثیر دیکھی۔ گو میری ساری اولاد بفضلہٖ تعالیٰ میرے ساتھ تھی لیکن میں نے کسی کو مجبور نہ کیا اور خود فیصلہ کرنے کا کہا۔ میری بڑی بیٹی جب اٹھارہ سال کی ہوئی تو اس نے خود ہر طرح کے اطمینان کے بعد حضور انور کی خدمت میں بیعت کا خط لکھ دیا۔ اسی طرح جب دوسری بچی ملکی قانون کے حساب سے بلوغت کی عمر کو پہنچی تو اس نے بھی اپنی مرضی سے بیعت کا خط لکھ دیا۔ نیز اب میرے دونوں بیٹے بھی بفضلہٖ تعالیٰ احمدی ہیں۔

اس کے بعد مذکورہ بالا دعا کی قبولیت کے مزید آثار یوں ظاہر ہوئے کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ میرے علاقے کے بعض لوگ احمدیت میں دلچسپی لینے لگ گئے۔ بعض تحقیق کے بعد مطمئن ہوکر بیعت پر آمادہ ہوگئے اور جماعت سے رابطہ کی خواہش کا اظہار کیا۔ اسی طرح بعض نے اس علاقے میں کسی احمدی سے مل کر مختلف سوالوں کے جواب حاصل کرنے کا عندیہ دیا۔ ایسے تمام افراد کے نام صدر جماعت مصر کو ارسال کئے گئے اور ان کے ذریعہ سے بغرض رابطہ مجھے بھیجے گئے۔ جب میرا ان سے رابطہ ہوا تو کچھ ہی عرصہ میں میرے علاقے میں احمدیت قبول کرنے والوں کی ایک جماعت بن گئی اور میرا گھر احمدی احباب سے بھر گیا۔ چنانچہ ہم سب نے مل کر نماز بھی پڑھنا شروع کردی۔

پابندیوں کا سامنا

ابھی تھوڑا عرصہ ہی گزرا تھا کہ مجھے سی آئی ڈی کی طرف سے بلاوا آگیا۔ مَیں فوراً بلاخوف وخطر وقتِ مقررہ پر جا پہنچا۔ آفیسر نے سوالات کی ایک لمبی لسٹ تیار کی ہوئی تھی۔ لیکن جب وہ سوال پڑھتا اور میں جواب دینے لگتا تو وہ میری بات کاٹ کر دوسرا سوال کردیتا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اس نے کوئی فیصلہ کیا ہوا ہے اور میری بات بھی نہیں سننا چاہتا۔ اس سے ملاقات کے بعد دوبارہ مجھے بڑے آفیسر کے ساتھ میٹنگ کے لئے بلایا گیا۔ جس سے ملاقات کے لئے میں سلسلہ کا کچھ لٹریچر اور حضور انور کے بعض خطبات پرنٹ کرکے لے گیا خصوصاً حضور انور کا ایک خطبۂ عید الاضحیٰ، جس میں حضور انور نے قربانی کا فلسفہ نہایت پُرکشش رنگ میں بیان فرمایا ہے۔ آفیسر نے نہایت احترام کے ساتھ یہ سب لٹریچر لیا اور غیر معمولی دلچسپی کا اظہار کیا جس کی بنا پر میں نے جرأت کرکے اسے یہ کہہ دیا کہ مجھے تو آپ میں سعادت کے آثار دکھائی دیتے ہیں۔ آپ کو چاہئے کہ استخارہ کریں اور دعا کریں۔ اس نے میری بات کاٹ کر کہا کہ بلکہ میں یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ آپ کو ہدایت دے۔ میں نے کہا کہ اگر منصفانہ طور پر یہ دعا کی جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں، چنانچہ آپ یہ دعا کریں اے خدا! اگر السید شلبی جماعت احمدیہ میں شمولیت کے معاملہ میں حق پر نہیں ہے تو اسے ہدایت دے کر اس جماعت سے علیحدہ کردے اور اگر یہ جماعت سچی ہے اور اس کا بانی سچا ہے اور السید شلبی حق پر ہے تو مجھے بھی اس کی طرح ہدایت کا راستہ دکھا دے۔ اس کے جواب میں وہ ''اچھا اچھا'' کے علاوہ اور کچھ نہ کہہ سکا۔ میں اس کے دفتر سے نکلا تو ان کی طرف سے فیصلہ بھی صادر ہوچکا تھا جس کے تحت ہمیں اکٹھے ہوکر نماز پڑھنے سے روک دیا گیا تھا۔ یہ سن کر یوں محسوس ہوا جیسے ہمیں کسی غار میں پھینک کر اس کا منہ بند کردیا گیا ہو۔

چند روز کے بعد میں نے خواب میں اسی آفیسر کو دیکھا اور اس سے شکوہ کیا کہ تم نے ہمیں نماز سے روک کر بہت ظلم کیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں اپنے اعلیٰ افسران کو آپ کے بارہ میں لکھنے کے لئے سوچ رہا ہوں کہ آپ کو نماز پڑھنے کی اجازت دے دی جائے۔ یہ سنتے ہی میرے آنسو اُمڈ آئے اور جب بیدار ہوا تو میرا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔ مجھے خدا تعالیٰ سے بہت امید ہے کہ وہ دوبارہ ہمارے اکٹھے ہونے کی کوئی نہ کوئی سبیل پیدا فرمادے گا۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

آخر پر خدا تعالیٰ کا شکر ہے جس نے خود پکڑ کر ہمیں ہدایت دی۔ ہمیں خلافت کی نعمت سے متعارف کروایا اور عظیم روحانی لذتوں سے آشنائی بخشی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے ملک میں بھی پابندیوں کو ختم فرمائے اور سعید روحوں کو اس چشمہ کی طرف کھینچ لائے۔ آمین۔

............(باقی آئندہ)

جماعت احمدیہ امریکہ کے 67ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب و بابرکت انعقاد

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام۔ علمی و روحانی ماحول میں ولولہ انگیز تقاریر۔

آٹھ ہزار سے زائد افراد کی جلسہ میں شمولیت۔ مختلف سیاسی و سماجی اہم شخصیات کی تشریف آوری

اور جماعت احمدیہ کی امن کے قیام کے سلسلہ میں کی جانے والی مساعی پر خراج تحسین

(رپورٹ مرتبہ: سید شمشاد احمد ناصر۔ مبلغ سلسلہ امریکہ)

جیسا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بارہا فرما چکے ہیں کہ دنیا میں پھیلے ہوئے احمدی مختلف ممالک میں اپنے اپنے حالات کے مطابق ہر سال جلسے منعقد کرتے ہیں اور یہ جلسے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے منہ بولتے نشان بن رہے ہیں۔ الحمد للہ

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ امریکہ کو بھی ہر سال جلسہ منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ گزشتہ سال یہ جلسہ 14 اگست تا 16 اگست 2015ء پینسلوینیا سٹیٹ کے FARM SHOW COMPLEX میں بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار منعقد ہوا۔ الحمد للہ۔

ہیرس برگ کے پاس وسیع و عریض کمپلیکس فارم شو میں کئی بہت بڑے بڑے ہال ہیں۔ ایک بہت بڑے ہال کو مردانہ جلسہ گاہ کے طور پر استعمال کیا گیا۔ اس ہال کی پارٹیشنز کی گئیں اس میں کھانے کا انتظام بھی تھا، نمائش بھی لگائی گئی تھی اور مختلف جماعتی سٹال بھی لگائے گئے تھے۔ اسی طرح ایک دوسرا الگ ہال تھا جس میں زنانہ جلسہ گاہ تھا اور اسے بھی خواتین کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر الگ الگ حصے بنائے گئے تھے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے دور و نزدیک سے آنے والے مہمانوں اور جلسہ کے شاملین کی تعداد امسال آٹھ ہزار سے تجاوز کر گئی تھی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

یہ کمپلیکس بدھ 12 اگست 2015ء کو جماعت کو مل گیا تھا۔ تمام افسران اپنی اپنی ٹیموں کے ساتھ اس دن پہنچ گئے تھے اور اپنی ڈیوٹیوں کے ساتھ کام کا آغاز کر دیا گیا۔ ہالوں کو سجانا۔ سٹیج بنانا، کرسیوں کا انتظام کرنا۔ لنگر خانے کا انتظام جہاں آٹھ ہزار سے زائد احباب کے لئے کھانے کا انتظام اور غیر مسلم مہمانوں کے لئے انتظامات۔ ایم ٹی اے کے ساتھ ایم ٹی اے کا سٹوڈیو، ساؤنڈ سسٹم الغرض بے شمار اور وسیع پیمانے پر انتظامات محض خدا تعالیٰ کے فضل سے سب ٹھیک طور پر انجام پائے۔

13 اگست کی شام تک خدا تعالیٰ کے فضل سے جلسہ گاہ میں بہت سارے انتظامات مکمل ہو چکے تھے اور کارکنان دن رات محنت کر کے اس میں مصروف تھے۔ جمعرات کی شام کو محترم امیر صاحب امریکہ نے جلسہ گاہ میں تشریف لا کر انتظامات کا معائنہ کیا اور پھر سب افسران، نائب افسران، منتظمین و معاونین سے خطاب کیا۔ اور بتایا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے سب وہ احباب جو خدمت پر مامور ہیں تندہی سے کام کریں اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبات میں جلسہ کی اہمیت اور خدمت کرنے والوں کی جو ذمہ داریاں بیان فرما رہے ہیں ان کے مطابق ڈیوٹیاں سرانجام دیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کے دنوں میں احباب نے پانچوں نمازوں کی باجماعت ادائیگی کا اہتمام کیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ روزانہ جلسہ گاہ میں نماز تہجد اور درس کا بھی انتظام تھا۔

جلسہ کا پہلا سیشن

14/ اگست سہ پہر جلسہ سالانہ امریکہ کا پہلا سیشن مکرم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت، نظم اور ان کے تراجم کے بعد مکرم امیر صاحب نے افتتاحی خطاب کیا۔ افتتاحی خطاب میں آپ نے احباب کو جلسہ سے مستفیض ہونے اور حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں سے حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی اور اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اپنا جو پیغام امریکہ کے احباب کے نام بھیجا تھا وہ بھی پڑھ کر سنایا۔ حضور کا پیغام انگریزی میں تھا جس کا اردو مفہوم درج ذیل ہے۔

جلسہ سالانہ امریکہ کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ کا خصوصی پیغام

پیارے احباب جماعت احمدیہ امریکہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ امریکہ کی جماعت اپنا نیشنل جلسہ سالانہ 14 تا 16 اگست 2015ء منعقد کر رہی ہے۔ میری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بہت مبارک اور بے حد کامیاب فرمائے۔ اور شاملین جلسہ اس سے روحانی فوائد اور بے شمار برکتوں کو حاصل کرنے والے ہوں۔

آپ کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ میرے خطبات کو توجہ سے سنیں۔ اس سے میرا مطلب یہ ہے کہ آپ خلافت سے بہت قریبی اور گہرا تعلق پیدا کریں۔ خطبات جمعہ سننے کے ساتھ ساتھ میری تمام دیگر تقاریر جو مختلف مواقع پر کی جاتی ہیں وہ بھی سنیں۔ اس سے آپ کے اندر خلافت کے ساتھ پوری وفاداری اور کامل اطاعت پیدا ہوگی۔ آپ کو یہ بھی چاہئے کہ آپ اپنے بچوں کو بھی اس بابرکت نظام کی اہمیت سکھائیں اور سمجھائیں اور انہیں بھی اس بابرکت نظام کے ساتھ چمٹے رہنے کی تلقین کرتے رہیں اور خلیفۂ وقت کے ساتھ پوری وابستگی رکھیں۔

آج اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا کام صرف اور صرف خلافت کے نظام سے ہی وابستہ ہے۔ اس لئے آپ کو چاہئے کہ آپ اور آپ کی نسلیں اس بابرکت نظام خلافت کے ساتھ اس کے سایہ تلے جمع رہیں اور اس سے ہی رہنمائی حاصل کرتے رہیں۔

اس کے علاوہ مَیں آپ کو یہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ آپ روزانہ ایم ٹی اے دیکھنا بھی اپنی زندگیوں کا لازمی حصہ بنائیں جس میں میرے خطبات جمعہ بھی شامل ہوں۔ ایم ٹی اے خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھے پروگرام نشر کرتا ہے جس سے سب نوجوان، بڑی عمر کے افراد فائدہ حاصل کر کے احمدیت اور اسلام کے بارے میں اپنے علم میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

پھر آپ کی شوریٰ کی طرف سے بھی کچھ تجاویز آئی تھیں جنہیں میں نے منظور کیا تھا۔ ان تجاویز میں انفرادی روحانیت میں کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے بہتری کی طرف قدم آگے بڑھانے کے بارے میں بھی تھیں۔ اس لئے یہ بھی بہت ضروری ہے کہ اپنی ان تجاویز کو مکمل عملی جامہ پہنائیں۔ یہاں تک کہ ہر ایک فرد (مرد و عورت) پوری طرح ان پر عمل پیرا ہو۔ یہ بھی خیال رہے کہ اگر تجاویز پر عمل نہیں کرنا تو پھر ان کی منظوری لینے کا کیا فائدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو ہر لحاظ سے کامیاب و بابرکت فرمائے اور یہ جلسہ آپ کے تقویٰ میں اضافہ کا باعث بنے اور آپ روحانی طور پر اس سے مستفیض ہونے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر برکتیں نازل فرمائے۔

والسلام آپ کا مخلص

مرزا مسرور احمد۔ خلیفۃ المسیح الخامس

13 اگست 2015ء

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام سنانے کے بعد پہلی تقریر مکرم مولانا اظہر حنیف صاحب مربی سلسلہ و نائب امیر نے اللہ تعالیٰ کی صفت قیوم پر کی۔ آپ نے آیات قرآنی اور احادیث نبویہ اور تحریرات حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے مزیّن اس مضمون کو خوب نبھایا۔

دوسری تقریر خاکسار (سید شمشاد احمد ناصر۔ مبلغ شکاگو) نے کی۔ خاکسار کی تقریر کا عنوان تھا ''لَا اِلٰـہَ اِلّا اللّٰہ ہماری زندگی کا لائحہ عمل''۔

اس سیشن کی تیسری اور آخری تقریر مکرم ڈاکٹر یونس فہیم قریشی صاحب صدر انصار اللہ یو ایس اے و نیشنل سیکرٹری تربیت کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا ''سچی خلافت اور تائیدات الٰہی''۔ آپ نے اپنی تقریر میں خلافت حقہ کی اہمیت و برکات کو بیان کر کے خلفاء کرام کی تائیدات الٰہیہ کو احسن اور مؤثر رنگ میں بیان کیا۔ اور واقعات سے اپنی تقریر کو مزیّن کیا۔

جلسہ کا دوسرا دن (ہفتہ) پہلا سیشن

یہ سیشن صرف مردانہ جلسہ گاہ میں نشر ہوا۔ اس کی صدارت مکرم امیر صاحب امریکہ نے کی۔ تلاوت و نظم اور ان کے تراجم کے بعد مکرم ڈاکٹر سید وسیم احمد صاحب نیشنل سیکرٹری وقف جدید نے امریکہ میں لاطینی آبادی کو تبلیغ اور دعوت الی اللہ کرنے کے ذرائع پر تقریر کی۔

دوسری تقریر مکرم مولانا فاران ربّانی صاحب نے کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا: The Maze Of Youthful Life

مکرم جنید لطیف صاحب نائب صدر خدام الاحمدیہ امریکہ نے شادی بیاہ کے بارے میں خصوصاً ہم کفو ساتھی چننے کے بارے میں نوجوانوں کے لئے اسلامی تعلیمات بیان کیں اور انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ اور اسلامی امور کو اپنے ساتھی کے چناؤ میں اختیار کرنے کی تلقین کی۔

اگلی تقریر مکرم صدر مجلس خدام الاحمدیہ یو ایس اے ڈاکٹر بلال احمد رانا صاحب کی تھی جن کی تقریر کا عنوان تھا۔ A Prophecy Fulfilled - The Return Of The Days Of Lot انہوں نے اپنی تقریر میں اس وقت معاشرہ میں ہم جنس شادی کے بارے میں رائج خیالات کو بیان کر کے وارننگ دی کہ لوگ لوط کے زمانے کے لوگوں کی پیروی نہ کریں جسے خدا نے اس برائی کی وجہ سے اپنے عذاب کا مورد بنایا۔

مکرم ڈاکٹر منصور قریشی صاحب نے اس سیشن کی آخری تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں ''حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو نصائح'' کے ضمن میں سات بہترین اصولوں کی تشریح بیان کر کے انہیں اپنانے کی طرف توجہ دلائی۔

ہفتہ کا دن اور دوسرا سیشن

ہفتے کے دن دوسرا سیشن سہ پہر مکرم امیر صاحب کی زیر صدارت تلاوت و نظم سے شروع ہوا۔ اس سیشن کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں غیر مذاہب اور غیر از جماعت مہمانان کرام کو بھی بلایا گیا تھا۔ اس پروگرام کے انچارج مکرم امجد محمود خان صاحب نیشنل سیکرٹری امور خارجہ تھے۔ انہوں نے اپنی ٹیم کے ساتھ بڑی محنت سے دو ماہ پہلے ہی گورنمنٹ کے ہائی آفیشل اور دیگر مہمانان کرام کو دعوت نامے بھجوائے۔ اس کے علاوہ یہاں پر مرکزی مبلغین کرام کی ایک ٹیم بھی باقاعدگی کے ساتھ پینسلوینیا سٹیٹ اور خصوصاً ہیرس برگ کے سرکردہ احباب سے مل کر انہیں جلسہ میں شامل ہونے کی دعوت دیتے رہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے 350 سے زائد مہمان تشریف لائے۔ پینسلوینیا کے گورنر HON TOM WOLF بھی اس دن تشریف لائے اور دو گھنٹے سے زائد جلسہ گاہ میں رہے اور اس دوران جماعت احمدیہ امریکہ کے امیر اور دیگر افسران سے ملاقات کی۔ انہیں جلسہ گاہ کا پورا Tour بھی کرایا گیا۔ انہوں نے مختلف سٹالز پر جا کر بھی معلومات حاصل کیں اور نمائش بھی دیکھی۔ یو ایس کانگریس مین Mr. Mike Honda نے بھی قریباً ایک دن پورا جلسہ گاہ میں گزارا اور اس سیشن میں Key Note تقریر کی۔ اس کے علاوہ بھی کئی معزز مہمانان نے جلسہ میں شرکت کی۔

اسی طرح سے یو ایس کے مالی میں سفیر، گھانا کے امریکہ میں مستقل مندوب اور دو درجن سے زائد امریکہ کے کانگریس مین نے جلسہ کے لئے خیر سگالی کے پیغامات اور نمائندگان بھی بھجوائے۔

اس سیشن کی تقریر مکرم امجد محمود خان صاحب نے ''مذہبی آزادی اور امن'' کے موضوع پر کی۔ تقریر کے بعد مکرم امیر صاحب نے مہمانان کرام کو خوش آمدید کہا اور دنیا میں امن کے مفقود ہونے کی وجہ اور امن کے قیام کے لئے جماعت احمدیہ کی کوششوں کا ذکر کیا۔

مکرم محمود احمد صاحب نے جو امور خارجہ کے سرگرم کارکن ہیں مختلف مہمانوں کا تعارف کرایا اور مہمانان کو باری باری سٹیج پر آ کر اپنے خیالات کا اظہار کرنے کی دعوت دی۔

تمام مہمانان کرام نے جماعت کی مساعی جو وہ امن کے لئے کر رہی ہے کو سراہا اور 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' کے سلوگن کو بار بار بیان کیا کہ اگر اسے اپنایا جائے تو یقیناً دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ انہوں نے دوسرے سیاسی اور مذہبی گروپوں کو اس سلوگن کو اپنانے کی تلقین کی۔

آخر پر محترم امیر صاحب نے تمام مہمانان کرام کا شکریہ ادا کیا۔ اور پھر سب مہمان ایک دوسرے ہال کی

باقی صفحہ 11 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ مومنوں کو فرماتا ہے کہ اپنے اوپر ہر وقت نظر رکھو اور دیکھتے رہو کہ تم کہیں شیطان کے قدموں پر تو نہیں چل رہے۔ انسان جب اللہ تعالیٰ کے بظاہر کسی چھوٹے سے چھوٹے حکم سے بھی دور جاتا ہے تو شیطان کی طرف بڑھ رہا ہوتا ہے پس بہت زیادہ محتاط ہونے کی ضرورت ہے۔

شیطان سے بچنے کے لئے تو گھروں میں ہی ایسے مورچے بنانے کی ضرورت ہے کہ اس کے ہر حملے سے نہ صرف بچا جائے بلکہ اس کے حملے کا اسے جواب بھی دیا جائے۔ شیطان سے بچنے کی سب سے بڑی پناہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ پس اس بگڑے ہوئے زمانے میں استغفار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ استغفار ہی وہ ذریعہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں انسان آ سکتا ہے۔

اکثر گھروں کے جائزے لے لیں۔ بڑے سے لے کر چھوٹے تک صبح فجر کی نماز اس لئے وقت پر نہیں پڑھتے کہ رات دیر تک یا تو ٹی وی دیکھتے رہے یا انٹرنیٹ پر بیٹھے رہے، اپنے پروگرام دیکھتے رہے، نتیجۃً صبح آنکھ نہیں کھلی۔ بلکہ ایسے لوگوں کی توجہ بھی نہیں ہوتی کہ صبح نماز کے لئے اٹھنا ہے۔

شیطان صرف ایک دنیاوی پروگرام کے لالچ میں نماز سے دُور لے جاتا ہے اور اس کے علاوہ بھی انٹرنیٹ ایک ایسی چیز ہے جس میں مختلف قسم کے جو پروگرام ہیں، پھر ایپلی کیشنز (Applications) ہیں، فون وغیرہ کے ذریعہ سے یا آئی پیڈ (IPad) کے ذریعہ سے، ان میں مبتلا کرتا چلا جاتا ہے۔

غلط تفریح اور ہر قسم کی فضولیات اور شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جامع دعا کا تذکرہ

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایم ٹی اے عطا فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں جماعت کے روحانی، علمی پروگراموں کے لئے ویب سائٹ بھی عطا فرمائی۔ اگر ہم اپنی زیادہ توجہ اس طرف کریں تو پھر ہی ہماری توجہ اس طرف رہے گی جس سے ہم اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے والے ہوں گے اور شیطان سے بچنے والے ہوں گے۔

ہر احمدی گھر کو یہ لازمی اور ضروری بنانا چاہئے کہ تمام گھر کے افراد مل کر ہر ہفتے کم از کم ایم ٹی اے پر خطبہ ضرور سنا کریں اور اس کے علاوہ کم از کم ایک گھنٹہ روزانہ ایم ٹی اے کے دوسرے پروگرام بھی دیکھیں۔ جن گھروں میں اس پر عمل ہو رہا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظر آتا ہے کہ پورا گھرانہ دین کی طرف مائل ہے۔ بچے بھی دین سیکھ رہے ہیں اور بڑے بھی دین سیکھ رہے ہیں۔ جو بھی اس پر عمل کرے گا اس سے یقیناً جہاں دینی فائدہ حاصل ہوگا، اس سے شیطان سے بھی دُوری ہوگی۔

جماعتی نظام اور بالخصوص ذیلی تنظیموں کو ممبران کو سنبھالنے اور جماعت سے مضبوطی کے ساتھ جوڑنے کے لئے عملی کوشش کرنے کی رہنمائی اور تاکیدی نصائح

عہدیدار اپنے رویّے ایسے رکھیں کہ پیار سے انہیں دین کے ساتھ جوڑیں، مسجد کے ساتھ جوڑیں، اپنی مجلس کے ساتھ جوڑیں، جماعت کے ساتھ جوڑیں ورنہ شیطان تو اس تاک میں ہے کہ کہاں کوئی کمزور ہو، کہاں کسی کو کسی عہدیدار کے خلاف کوئی شکوہ پیدا ہو اور میں حملہ کر کے اسے اپنے قابو میں کروں۔ خاص طور پر وہ جن کے سپرد دینی خدمت کا کام کیا گیا ہے، افرادِ جماعت کی رہنمائی اور تربیت کا کام جن کے سپرد ہے، اپنے قول و فعل کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ سے خالص ہو کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے کسی کو شیطان کی جھولی میں نہ جانے دے بلکہ کسی طرح بھی کوئی فردِ جماعت بھی شیطان کے پیچھے چلنے والا نہ ہو۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 20 مئی 2016ء بمطابق 20 ہجرت 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد ناصر۔ گوٹن برگ۔ سویڈن۔

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ۔ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْکُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَکٰى مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰکِنَّ اللّٰهَ يُزَکِّىْ مَنْ يَّشَآءُ۔ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ (النور:22)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو شیطان کے قدموں پر مت چلو۔ اور جو کوئی شیطان کے قدموں پر چلتا ہے تو وہ یقیناً بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں کا حکم دیتا ہے۔ اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہو تو تم میں سے کوئی ایک بھی کبھی پاک نہ ہو سکتا۔ لیکن اللہ جسے چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے اور اللہ بہت سننے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے علاوہ بھی بنی آدم اور مومنوں کو شیطان سے بچنے اور اس کے قدم پر نہ چلنے کی ہدایت پر تنبیہ فرمائی ہے۔ یہ حکم اس لئے ہے کہ شیطان خدا تعالیٰ کا نافرمان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مخالف چلتا ہے۔ ان سے بغاوت کرتا ہے۔ اور ظاہر ہے جو خدا تعالیٰ کا نافرمان اور اس کے حکموں کے خلاف چلنے والا ہو وہ اپنے پیچھے چلنے والوں کو بھی وہی کچھ سکھائے گا جو خود کرتا ہے اور پھر اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ شیطان خود تو جہنم کا ایندھن ہے ہی، اپنے پیچھے چلنے والوں کو بھی جہنم کا ایندھن بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو واضح طور پر فرمایا ہے کہ تیرے پیچھے چلنے والوں کو جہنم سے بھروں گا، ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ یہ سب کچھ کھول کر بیان کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انسانوں کو اس کے بعد بھی سمجھ نہیں آتی کہ شیطان تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔ پس اس دشمن سے بچو۔

ایک تو وہ لوگ ہیں جن کو نہ دین کی کچھ پرواہ ہے، نہ ان کو یہ پتا ہے کہ جہنم کیا ہے اور جنت کیا ہے؟ نہ

ان کو خدا تعالیٰ کی ذات پر یقین ہے۔ وہ نہ تو دین کی باتوں کو سمجھتے ہیں، نہ سمجھنا چاہتے ہیں۔ یا اگر کچھ لوگ ان ملکوں میں اسلام کے بارے میں پڑھتے بھی ہیں تو صرف علم کی حد تک یا یہ بتانے کے لئے کہ ہمیں دین اور اسلام کے بارے میں پتا ہے جبکہ ان کا علم صرف سطحی اور کتابی ہوتا ہے۔ بعض ایسے بھی ہیں جو اعتراض اور تنقید کی نظر سے قرآن کو پڑھتے ہیں اور اسلام کے بارے میں معلومات لیتے ہیں لیکن اس کی تعلیم اور خوبیوں سے کچھ سبق حاصل نہیں کرتے۔ نہ ہی شیطان کے پنجے سے نکلتے ہیں۔ نہ ہی انہیں خدا تعالیٰ کی تلاش ہے۔ اور نہ ہی وہ اس تلاش کا شوق رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ تو شیطان کے پیچھے چلنے والے ہیں ہی لیکن ایسے بھی ہوتے ہیں جو ایمان کا دعویٰ کر کے اپنے آپ کو مومن کہہ کر پھر شیطان کے پیچھے چلنے والے ہیں یا لاشعوری طور پر بعض عمل کر کے یا اللہ تعالیٰ کی آغوش میں آنے کی پوری کوشش نہ کر کے شیطان کے قدموں پر چلنے والے بن جاتے ہیں یا بن سکتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اس آیت میں مومنوں کو ہوشیار کر رہا ہے، انہیں فرما رہا ہے کہ شیطان کے قدموں پر نہ چلو۔ مومنوں کو یہ تنبیہ ہے کہ یہ نہ سمجھو کہ ہم ایمان لے آئے ہیں، ہم نے اسلام قبول کر لیا اس لئے اب ہم بے فکر ہو گئے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ شیطان کے حملوں سے اور شیطان کی پیروی کرنے سے ہم بے فکرے ہو گئے ہیں۔ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اب بھی شیطان کا خطرہ اسی طرح ہے۔ ایک مومن بھی شیطان کے پنجے میں گرفتار ہو سکتا ہے جس طرح ایک غیر مومن ہو سکتا ہے۔ اس لئے ہر مومن کا فرض ہے کہ شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ یاد رکھیں۔

شیطان نے تو روزِ اوّل سے ابن آدم کو نیکی کے راستوں سے ہٹانے کی اجازت اللہ تعالیٰ سے اس دعوے کے ساتھ مانگی تھی کہ مجھے انسانوں کو ورغلانے اور پیچھے چلانے کی چھوٹ مل جائے تو میں ہر راستے پر بیٹھ کر ان کو ورغلاؤں گا اور مختلف حیلوں بہانوں سے انہیں اپنے پیچھے چلاؤں گا اور شیطان نے دعویٰ کیا تھا کہ اکثریت انسانوں کی میرے پیچھے چلے گی۔ پس یہ سب کچھ آجکل ہم دنیا میں ہوتا دیکھ رہے ہیں حتی کہ ایمان کا دعویٰ کرنے والے بھی شیطان کے پیچھے چل رہے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے وارننگ دی تھی، تنبیہ کی تھی۔ مثلاً قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ (النساء:94) جو شخص کسی مومن کو دانستہ قتل کر دے تو اس کی سزا جہنم ہو گی۔ اب آجکل جو کچھ مسلمان دنیا میں ہو رہا ہے یہ کیا ہے؟ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کر کے شیطان کے پیچھے ہی چل رہے ہیں۔ پھر مجموعی طور پر بھی بلا جواز کسی کا قتل جو شدت پسند مختلف حملوں میں کرتے ہیں، کسی کو بھی قتل کر رہے ہوں، یہ سب شیطانی فعل ہیں اور جہنم کی طرف لے جانے والے ہیں جبکہ شیطان کے بہکاوے میں آ کر جنت میں جانے کے نام پر یہ سب کچھ کیا جاتا ہے۔ شیطان تو یہ کہتا ہے یہ کام کرو تم جنت میں جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ کام کرو گے تو جنت میں نہیں جاؤ گے، جہنم میں جاؤ گے کیونکہ تم شیطان کے پیچھے چل رہے ہو۔

پس اللہ تعالیٰ مومنوں کو فرماتا ہے کہ اپنے اوپر ہر وقت نظر رکھو اور دیکھتے رہو کہ تم کہیں شیطان کے قدموں پر تو نہیں چل رہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کا انکار کر کے شیطان کے قدموں پر چل رہے ہو یا بڑے بڑے گناہ کر کے شیطان کے قدموں پر چل رہے ہو۔ ضروری نہیں کہ صرف شدت پسند اور قاتل ہی شیطان کے قدموں پر چلنے والے ہیں جس کی مثال میں نے دی ہے بلکہ انسان جب اللہ تعالیٰ کے بظاہر کسی چھوٹے سے چھوٹے حکم سے بھی دور جاتا ہے تو شیطان کی طرف بڑھ رہا ہوتا ہے پس بہت زیادہ محتاط ہونے کی ضرورت ہے۔ حقیقی مومن بننے کے لئے بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ شیطان جب حملے کرتا ہے اور جب انسانوں کو ورغلاتا ہے تو اس کا طریق ایسا نہیں ہے کہ انسان آسانی سے سمجھ جائے۔ یا شیطان جب انسانوں کو ورغلاتا ہے، برائیوں کی ترغیب دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کے حکموں کی نافرمانی کی طرف لے جاتا ہے تو کھل کر یہ نہیں کہتا کہ یہ کرو، نافرمانی کرو، اللہ تعالیٰ سے دور جاؤ، یہ یہ برائیاں کرو۔ بلکہ نیکی کی آڑ میں برائیوں کی طرف لے جاتا ہے۔ شیطان نے آدم کو بھی جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے دور ہٹایا تھا تو نیکی کے حوالے سے ہی ہٹایا تھا۔

یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے یہ اس بات پر بھی روشنی ڈال رہی ہے کہ برائیاں کس طرح پھیلتی ہیں اور کس طرح برائی ایک سے دوسری جگہ پھیلتے پھیلتے ایک وسیع علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ شیطان کے قدموں پر جب انسان چلتا ہے، ایک قدم کے بعد دوسرے قدم پر جب انسان اپنے قدم جماتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ برائیوں کو پھیلا رہا ہے۔ ابتدا میں ایک برائی بظاہر بہت چھوٹی سی لگتی ہے یا انسان سمجھتا ہے کہ اس برائی نے اسے یا معاشرے کو کیا نقصان پہنچانا ہے۔ لیکن جب یہ وسیع علاقے میں پھیل جاتی ہے یا بڑی تعداد میں لوگ اسے کرنے لگ جاتے ہیں یا اس برائی سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں یا معاشرے کے ڈر سے اس کو برائی کہنے سے ڈرتے ہیں یا احساس کمتری میں آ کر کہ شاید اس کے خلاف اظہار ہمیں معاشرے کی نظر میں گرا نہ دے، وہ خاموش ہو جاتے ہیں یا عمل نہیں کرتے۔ اس معاشرے کی بہت ساری باتیں ہیں جو معاشرے میں آزادی کے نام پر ہوتی ہیں اور حکومتیں بھی اس کو تسلیم کر لیتی ہیں لیکن وہ برائیاں ہیں۔

مثلاً اس معاشرے میں ان لوگوں کی نظر میں بظاہر یہ ایک چھوٹی سی برائی ہے کہ پردہ سے عورت کے حقوق غصب ہوتے ہیں۔ اس معاشرے میں اس پردہ کے خلاف بہت کچھ کہا جاتا ہے اور ان کی نظر میں یہ کوئی برائی نہیں۔ اس لئے اس بارے میں یہ کہتے ہیں کہ شریعت کے حکم کی ضرورت نہیں تھی۔ بعض لڑکیاں احساس کمتری کا شکار ہو کر کہ لوگ کیا کہیں گے یا ان کے دوست اسے پسند نہیں کرتے یا سکول یا کالج میں سٹوڈنٹ یا ٹیچر بعض دفعہ پردہ کا مذاق اڑا دیتے ہیں تو پردہ کرنے میں ڈھیلی ہو جاتی ہیں۔ شیطان کہتا ہے یہ تو معمولی سی چیز ہے۔ تم کون سا اس حکم کو چھوڑ کر اپنے تقدس کو ختم کر رہی ہو۔ معاشرے کی باتوں سے بچنے کے لئے اپنے دوپٹے، سکارف، نقاب اتار دو۔ کچھ نہیں ہو گا۔ باقی کام تو تم اسلام کی تعلیم کے مطابق کر ہی رہی ہو۔ لیکن اس وقت پردہ اتارنے والی لڑکی اور عورت کو یہ خیال نہیں رہتا کہ یہ تو ایسا حکم ہے جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے۔ عورت کی حیا اس کا حیادار لباس ہے۔ عورت کا تقدس اس کے مردوں سے بلا وجہ کے میل ملاقات سے بچنے میں ہے۔ اس معاشرہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی، احمدی لڑکیاں بھی ہیں جو اُن کے پردہ پر مردوں کی طرف سے اعتراض پر انہیں منہ توڑ کر جواب دیتی ہیں کہ ہمارا فعل ہے۔ ہم جو پسند کرتی ہیں ہم کر رہی ہیں۔ تم ہمیں پردے اتارنے پر مجبور کر کے ہماری آزادی کیوں چھین رہے ہو؟ ہمیں بھی حق ہے کہ اپنے لباس کو اپنے مطابق پہنیں اور اختیار کریں۔ لیکن بعض ایسی بھی ہیں جو باوجود احمدی ہونے کے یہ کہتی ہیں کہ اس معاشرے میں پردہ کرنا اور سکارف لینا بہت مشکل ہے، ہمیں شرم آتی ہے۔ ماں باپ کو بھی بچپن سے لڑکیوں میں یہ باتیں پیدا کرنی چاہئیں کہ شرم تمہیں اسلامی تعلیم پر عمل نہ کر کے آنی چاہئے نہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو مان کر۔

اس طرح لڑکوں میں بھی آزاد معاشرے کی وجہ سے بعض برائیاں ہیں جو خاموشی سے داخل ہوتی ہیں اور پھر جب ایک برائی میں ایسے لڑکے ملوّث ہو جاتے ہیں تو دوسری برائیاں بھی ان میں آنی شروع ہو جاتی ہیں، اس میں بھی ملوّث ہو جاتے ہیں۔

پس شیطان سے بچنے کے لئے تو گھروں میں ہی ایسے مورچے بنانے کی ضرورت ہے کہ اس کے ہر حملے سے نہ صرف بچا جائے بلکہ اس کے حملے کا اسے جواب بھی دیا جائے۔ شیطان کے پیار کو پیار سمجھ کر اسے زندگی میں داخل نہ کریں بلکہ ہر وقت استغفار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے۔ شیطان سے بچنے کی سب سے بڑی پناہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ پس اس بگڑے ہوئے زمانے میں استغفار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ استغفار ہی وہ ذریعہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں انسان آسکتا ہے۔

کوئی انسان بھی جانتے بوجھتے ہوئے کسی برائی کی طرف نہیں جاتا۔ یہ فطرت کے خلاف ہے کہ ایک بات کا پتا ہو کہ اس سے نقصان ہونا ہے تو پھر بھی انسان اس چیز کو کرنے کی کوشش کرے۔ ایک حقیقی مومن کو تو اللہ تعالیٰ نے ویسے بھی کھول کر برائی اور اچھائی کے متعلق بتا دیا ہے۔ پس برائیوں اور اچھائیوں کی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم کے مطابق تلاش کر کے ان سے بچنے اور کرنے کی کوشش انسان کو کرنی چاہئے۔ شیطان کو علم ہے کہ جب تک انسان خدا تعالیٰ کی پناہ میں ہے، اس کے حصار میں ہے، اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اس لئے شیطان انسان کو اس پناہ سے نکال کر، اس قلعے سے نکال کر جس میں انسان محفوظ ہے پھر اپنے پیچھے چلاتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ سے نکالنے کے لئے پہلے شیطان نیکیوں کا لالچ دے کر ہی انسان کو نکالتا ہے یا نیکیوں کا لالچ دے کر ہی ایک مومن کو اللہ تعالیٰ کی پناہ سے نکالا جا سکتا ہے۔ بعض دفعہ نیکی کے نام پر، انسانی ہمدردی کے نام پر، دوسرے کی مدد کے نام پر، مرد اور عورت کی آپس میں واقفیت پیدا ہوتی ہے جو بعض دفعہ پھر برے نتائج کی حامل بن جاتی ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسی عورتوں کے گھروں میں جانے سے بھی منع فرمایا کرتے تھے جن کے خاوند گھر پر نہ ہوں اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑ رہا ہے۔

(سنن الترمذی کتاب الرضاع باب ما جاء فی کراھیۃ الدخول علی المغیبات حدیث 1172)

اسی حکم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اصولی حکم ارشاد فرما دیا کہ نامحرم کبھی آپس میں آزادانہ جمع نہ ہوں کیونکہ اس سے شیطان کو اپنا کام کرنے کا موقع مل سکتا ہے۔

پس اس معاشرے میں احمدیوں کو خاص طور پر محتاط رہنے کی ضرورت ہے جہاں آزادی کے نام پر لڑکی لڑکے کا آزادانہ ملنا اور علیحدگی میں ملنا کوئی عار نہیں سمجھا جاتا۔

پھر صرف نادان لڑکے لڑکیوں کی وجہ سے برائیاں نہیں پیدا ہو رہی ہوتیں بلکہ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ شادی شدہ لوگوں میں بھی آزادی اور دوستی کے نام پر گھروں میں آنا جانا، بلا روک ٹوک آنا جانا مسائل پیدا کرتا ہے اور گھر اجڑتے ہیں۔ اس لئے ہمیں جن پر اللہ تعالیٰ نے یہ احسان فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو ماننے کی توفیق دی ہے، اسلام کے ہر حکم کی حکمت ہمیں سمجھائی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کے ہر حکم پر بغیر کسی قسم کے سوال اور تردّد کے عمل کرنا چاہئے۔

برائیوں میں سے آجکل ٹی وی، انٹرنیٹ وغیرہ کی بعض برائیاں بھی ہیں۔ اکثر گھروں کے جائزے لے لیں۔ بڑے سے لے کر چھوٹے تک صبح فجر کی نماز اس لئے وقت پر نہیں پڑھتے کہ رات دیر تک یا تو ٹی

وی دیکھتے رہے یا انٹرنیٹ پر بیٹھے رہے، اپنے پروگرام دیکھتے رہے، نتیجۃً صبح آنکھ نہیں کھلی۔ بلکہ ایسے لوگوں کی توجہ بھی نہیں ہوتی کہ صبح نماز کے لئے اٹھنا ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں اور اس قسم کی فضولیات ایسی ہیں کہ صرف ایک آدھ دفعہ آپ کی نمازیں ضائع نہیں کرتیں بلکہ جن کو عادت پڑ جائے ان کا روزانہ کا یہ معمول ہے کہ رات دیر تک یہ پروگرام دیکھتے رہیں گے یا انٹرنیٹ پر بیٹھے رہیں گے اور صبح نماز کے لئے اٹھنا ان کے لئے مشکل ہو گا بلکہ اٹھیں گے ہی نہیں۔ بلکہ بعض ایسے بھی ہیں جو نماز کو کوئی اہمیت ہی نہیں دیتے۔

نماز جو ایک بنیادی چیز ہے جس کی ادائیگی ہر حالت میں ضروری ہے حتی کہ جنگ اور تکلیف اور بیماری کی حالت میں بھی۔ چاہے انسان بیٹھ کے نماز پڑھے، لیٹ کر پڑھے یا جنگ کی صورت میں یا سفر کی صورت میں قصر کرکے پڑھے لیکن بہرحال پڑھنی ہے۔ اور عام حالات میں تو مردوں کو باجماعت اور عورتوں کو بھی وقت پر پڑھنے کا حکم ہے۔ لیکن شیطان صرف ایک دنیاوی پروگرام کے لالچ میں نماز سے دُور لے جاتا ہے اور اس کے علاوہ انٹرنیٹ بھی ایک ایسی چیز ہے جس میں مختلف قسم کے جو پروگرام ہیں، پھر ایپلی کیشنز (Applications) ہیں، فون وغیرہ کے ذریعہ سے یا آئی پیڈ (IPad) کے ذریعہ سے، ان میں مبتلا کرتا چلا جاتا ہے۔ اس پر پہلے اچھے پروگرام دیکھے جاتے ہیں۔ کس طرح اس کی attraction ہے۔ پہلے اچھے پروگرام دیکھے جاتے ہیں پھر ہر قسم کے گندے اور مخرّب الاخلاق پروگرام اس سے دیکھے جاتے ہیں۔ کئی گھروں میں اس لئے بے چینی ہے کہ بیوی کے حق بھی ادا نہیں ہو رہے اور بچوں کے حق بھی ادا نہیں ہو رہے اس لئے کہ مرد رات کے وقت ٹی وی اور انٹرنیٹ پر بیہودہ پروگرام دیکھنے میں مصروف رہتے ہیں اور پھر ایسے گھروں کے بچے بھی اسی رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں اور وہ بھی وہی کچھ دیکھتے ہیں۔ پس ایک احمدی گھرانے کو ان تمام بیماریوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنین کو شیطان کے حملوں سے بچانے کی کس قدر فکر ہوتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح اپنے صحابہ کو شیطان سے بچنے کی دعائیں سکھاتے تھے اور کیسی جامع دعائیں سکھاتے تھے، اس کا ایک صحابی نے یوں بیان فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ دعا سکھلائی کہ اے اللہ! ہمارے دلوں میں محبت پیدا کر دے۔ ہماری اصلاح کر دے اور ہمیں سلامتی کی راہوں پر چلا۔ اور ہمیں اندھیروں سے نجات دے کر نور کی طرف لے جا۔ اور ہمیں ظاہر اور باطن فواحش سے بچا۔ اور ہمارے لئے ہمارے کانوں میں، ہماری آنکھوں میں، ہماری بیویوں میں اور ہماری اولادوں میں برکت رکھ دے اور ہم پر رجوع برحمت ہو۔ یقیناً تُو ہی توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اور ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر کرنے والا اور ان کا ذکر خیر کرنے والا اور ان کو قبول کرنے والا بنا اور اے اللہ ہم پر نعمتیں مکمل فرما۔

(سنن ابو داؤد کتاب الصلاۃ باب التشھد حدیث 969)

پس یہ دعا ہے جو دنیاوی غلط تفریح سے بھی روکنے کے لئے ہے۔ دوسری ہر قسم کی فضولیات سے روکنے کے لئے ہے۔ شیطان کے حملوں سے روکنے کے لئے ہے۔

آج بھی دنیا میں تفریح کے نام پر مختلف بیہودگیاں ہو رہی ہیں۔ جب انسان کانوں، آنکھوں میں برکت کی دعا کرے گا، جب سلامتی حاصل کرنے اور اندھیروں سے روشنی کی طرف جانے کے لئے دعا کرے گا، جب بیویوں کے حق ادا کرنے کی دعا کرے گا، جب اولاد کے قرۃ العین ہونے کی دعا کرے گا تو پھر بیہودگیوں اور فواحش کی طرف سے توجہ خود بخود ہٹ جائے گی اور یوں ایک مومن پورے گھر کو شیطان سے بچانے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

پس جس دَور میں سے ہم گزر رہے ہیں اور کسی ایک ملک کی بات نہیں بلکہ پوری دنیا کا یہ حال ہے۔ میڈیا نے ہمیں ایک دوسرے کے قریب کر دیا ہے اور بدقسمتی سے نیکیوں میں قریب کرنے کی بجائے شیطان کے پیچھے چلنے میں زیادہ قریب کر دیا ہے۔ ایسے حالات میں ایک احمدی کو بہت زیادہ بڑھ کر اپنی حالتوں پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایم ٹی اے عطا فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں جماعت کے روحانی، علمی پروگراموں کے لئے ویب سائٹ بھی عطا فرمائی۔ اگر ہم اپنی زیادہ توجہ اس طرف کریں تو پھر ہی ہماری توجہ اس طرف رہے گی جس سے ہم اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے والے ہوں گے اور شیطان سے بچنے والے ہوں گے۔

تفریح کے لئے اگر دوسرے ٹیلی ویژن چینل دیکھنے بھی ہیں تو پھر اس بات کی احتیاط کرنی چاہئے کہ خود ماں باپ بھی اس کی احتیاط کریں اور بچوں کی بھی نگرانی کریں کہ پھر وہ پروگرام دیکھیں جو شریفانہ ہوں۔ جہاں بھی بیہودگی اور گند ہے اس سے بچیں کہ یہ صرف بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں کی طرف لے جاتے ہیں۔ اُس طرف لے جاتے ہیں جہاں سے اللہ تعالیٰ سے دوری پیدا ہوتی ہے لیکن اس بات کو ہر احمدی گھر کو یہ لازمی اور ضروری بنانا چاہئے کہ تمام گھر کے افراد مل کر ہر ہفتہ کم از کم ایم ٹی اے پر خطبہ ضرور سنا کریں اور اس کے علاوہ کم از کم ایک گھنٹہ روزانہ ایم ٹی اے کے دوسرے پروگرام بھی دیکھیں۔ جن گھروں میں اس پر عمل ہو رہا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظر آتا ہے کہ پورا گھرانہ دین کی طرف مائل ہے۔ بچے بھی دین سیکھ رہے ہیں اور بڑے بھی دین سیکھ رہے ہیں۔ جو بھی اس پر عمل کرے گا اس سے یقیناً جہاں دینی فائدہ حاصل ہو گا، اس سے شیطان سے بھی دُوری ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی طرف توجہ ہو گی۔ اس سے گھروں کے سکون بھی ملیں گے اور اس میں برکت بھی پیدا ہو گی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا میں ہمیں سکھایا۔

ایک ماں نے مجھے لکھا کہ میرا بیٹا سترہ سال تک تو ٹھیک رہا، نمازیں وغیرہ بھی پڑھتا تھا، مجلس کے کاموں میں دلچسپی لیتا تھا لیکن اب بڑے ہو کر جب اس کو تھوڑی آزادی ملی اور اس کے دوست ایسے ہیں جن کی وجہ سے وہ دین سے بالکل دُور ہٹ گیا۔ یہ ٹھیک ہے کہ ایک عمر میں لڑکوں پر ماحول کا اثر ہو سکتا ہے، لیکن اگر ماں باپ کے بچوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات ہیں، اچھے بُرے کی تمیز انہیں بتائی جائے، گھر کے ماحول کو دیندار بنایا جائے اور اب تو جیسا کہ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیاوی طور پر اگر تفریح کے سامان دیئے ہوئے ہیں تو انہی تفریح کے سامانوں میں تربیت کے سامان بھی عطا فرما دیئے ہیں۔ یہ سب اگر اکٹھے بیٹھ کر دیکھ رہے ہوں، ان سے فائدہ اٹھا رہے ہوں اور بچوں کو یہ احساس ہو کہ گھر میں ان بچوں کی اہمیت ہے تو پھر وہ باہر نہیں نکلیں گے، بیہودگیوں میں نہیں پڑیں گے، باہر ان کو سکون کی تلاش نہیں ہو گی بلکہ اپنے گھروں میں ہی سکون دیکھیں گے۔

پھر ماں باپ کا یہ بھی فرض ہے کہ بچوں کو مسجد سے جوڑیں، ذیلی تنظیموں کے پروگرام میں شامل کروائیں۔

یہاں میں ذیلی تنظیموں سے بھی کہوں گا اور جماعتی نظام سے بھی بلکہ ذیلی تنظیمیں خاص طور پر اس لئے کہ انہوں نے اپنے ممبران کو سنبھالنا ہے۔ ہر ایک مخصوص طبقہ ہے، زیادہ آسانی سے سنبھال سکتے ہیں۔ خدام نے خدام کو سنبھالنا ہے۔ لجنہ نے لجنہ کو سنبھالنا ہے۔ خاص طور پر اطفال اور نوجوان خدام کو سنبھالنا ضروری ہے۔ ناصرات اور نوجوان لجنہ کو سنبھالنا ضروری ہے۔ ذیلی تنظیموں کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ انہیں جماعت کے ساتھ مضبوطی سے جوڑیں۔ خدام اپنی ایسے خدام کی ٹیمیں بنائیں جو مختلف مزاج کے لوگوں، نوجوانوں کو اپنے ساتھ جوڑنے والے ہوں۔

لیکن زیادہ تر شکایتیں عموماً نوجوان لڑکیوں کو ہوتی ہیں کہ لجنہ کی تنظیم میں پندرہ سال کے بعد سب لڑکیاں جو ہیں وہ لجنہ میں شامل ہوتی ہیں، ایک ہی تنظیم ہے اور بعض بڑی عمر کی عورتیں اور خاص طور پر عہدیدار بچیوں سے جو رویّہ رکھتی ہیں وہ بچیوں کو اگر دین سے دُور نہیں تو مجلس کے پروگراموں سے ضرور دُور کر رہی ہوتی ہیں۔ پس عہدیدار اپنے رویّے ایسے رکھیں کہ پیار سے انہیں دین کے ساتھ جوڑیں، مسجد کے ساتھ جوڑیں، اپنی مجلس کے ساتھ جوڑیں، جماعت کے ساتھ جوڑیں ورنہ شیطان تو اس تاک میں ہے کہ کہاں کوئی کمزور ہو، کہاں کسی کو کسی عہدیدار کے خلاف کوئی شکوہ پیدا ہو اور میں حملہ کر کے اسے اپنے قابو میں کروں۔

ہم نے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے تو اس وجہ سے کہ اس زمانے میں مسیح موعود کے ذریعہ سے شیطان کے ساتھ آخری جنگ ہے۔ لیکن اگر ہم اپنے عمل سے شیطان کو موقع دے رہے ہیں کہ ہمارے بچوں اور نوجوانوں کو عہدیداروں کے رویوں کی وجہ سے شیطان ہمدردی جتا کر اپنے قابو میں کر لے تو پھر ایسے عہدیدار چاہے وہ مرد ہیں یا عورتیں، مسیح موعود کے مددگار نہیں ہیں بلکہ شیطان کے مددگار ہیں۔ پس ہر عہدیدار کو خاص طور پر یہ کوشش کرنی ہے کہ اس نے اپنے آپ کو بھی شیطان کے حملوں سے بچانا ہے اور جماعت کے افراد کو بھی بچانا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے جو فضل کیا ہے اسے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ہر ذی شعور، عقل والے احمدی کو، نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ ان پر اللہ تعالیٰ نے فضل فرماتے ہوئے یہ احسان کیا ہے کہ انہیں احمدیت قبول کرنے کی توفیق دی یا احمدی گھرانے میں پیدا کیا۔ مسیح موعود کو ماننے کی توفیق دی جس کے آنے کی خوشخبری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی جس نے اس زمانے میں شیطان کو شکست دینی ہے۔ اس لئے اس نے کسی اپنے سے بڑے یا نام نہاد بزرگ یا عہدیدار کے رویّے کی وجہ سے اپنے آپ کو دین سے دُور نہیں لے جانا بلکہ شیطان کو شکست دینے میں مسیح موعود کا مددگار بننا ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ہے کہ میں سمیع اور علیم ہوں، سننے والا ہوں اور علم رکھنے والا ہوں۔ جانتا ہوں کہ تم میں شیطان کے حملوں کا کتنا خوف ہے۔ جانتا ہوں کہ تم اس سے بچنے کے لئے کوشش اور دعا کر رہے ہو۔ اس لئے میں تمہاری دعاؤں کو سنوں گا۔ تم دعا کرو۔ ایسے ماحول سے بھی محفوظ رہو جو بعض دفعہ ایسے خیالات پیدا کر دیتا ہے۔ اس دعا کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو اس ماحول سے بھی بچاؤ جس سے انسان شیطان کی باتوں میں آجاتا ہے اور دعا کرو کہ تم شیطان کے حملوں سے ہمیشہ محفوظ رہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نیک نیتی سے کی گئی کوشش اور دعائیں اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوں گی اور شیطان سے تم محفوظ رہو گے۔

اسی طرح خاص طور پر وہ جن کے سپرد دینی خدمت کا کام کیا گیا ہے، افراد جماعت کی رہنمائی اور تربیت کا کام جن کے سپرد ہے، اپنے قول و فعل کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ سے خالص ہو کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے کسی کو شیطان کی جھولی میں نہ جانے دے بلکہ کسی طرح بھی کوئی فردِ جماعت بھی شیطان کے پیچھے چلنے والا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسی خالص ہو کر کی گئی دعاؤں کو میں سنوں گا اور تمہاری بھی اور ان لوگوں کی بھی رہنمائی کرتا رہوں گا جن پر شیطان حملے کرتا ہے تا کہ تم ان حملوں سے بچ سکو ورنہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کے آگے جھکے بغیر شیطان کے حملے سے بچنا ممکن نہیں ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی مدد تلاش کرو۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ شیطان نے تو اللہ تعالیٰ سے کہا تھا کہ اگر تُو مجھے زبردستی نہ روکے اور مجھے ڈھیل دے تو میں انسانوں کو ورغلاؤں گا اور اس کے لئے بھرپور کوشش کروں گا۔ اس کوشش میں شیطان کہاں تک جاتا ہے؟ ایک عام مومن تو ایک طرف رہا، شیطان تو اللہ تعالیٰ کے ولیوں کو بھی آخر وقت تک قابو میں کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ مرتے مرتے بھی کوئی ایسا عمل کر جائیں جہاں سے یہ میرے قابو میں آجائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں کسی شخص نے ایک خواب کا ذکر کیا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خواب سننے کے بعد اسے فرمایا کہ ”یہ خواب ایک عجیب بات پر ختم ہوا ہے۔ شیطان انسان کو طرح طرح کے تمثلات سے دھوکہ دینا چاہتا ہے مگر معلوم ہوا ہے کہ تمہارا نتیجہ بہت اچھا ہے کیونکہ اس رؤیا کا اختتام اچھی جگہ پر واقع ہوا ہے۔“ جو شخص اپنی خواب سنا رہا تھا اس کی خواب کا جو اختتام تھا اس سے یہ نظر آتا ہے کہ وہاں آخر میں انجام یہ ہوا کہ شیطان سے بچ گیا۔ شیطان نے حملہ کیا تھا۔ پھر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ اکثر ایسا ہوا کرتا ہے کہ شیطان کے حملوں سے اگر انسان بچنے کی کوشش کرے تو بچتا ہے یا اللہ تعالیٰ کا فضل ہو تو ہوتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ”ایک ولی اللہ کا تذکرہ لکھا ہے کہ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کا آخری کلمہ یہ تھا کہ ابھی نہیں، ابھی نہیں“۔ جب وہ ولی اللہ مرنے لگے تو مرتے مرتے جواُن کی زبان پر تھا وہ یہ الفاظ تھے کہ ابھی نہیں، ابھی نہیں۔ ایک ان کا مرید جو قریب تھا کلمہ سُن کر سخت متعجب ہوا اور ان کی وفات کے بعد رات دن رو رو کر دعائیں مانگنے لگا کہ یہ کیا معاملہ ہے جو یہ ولی اللہ یہ کہتے رہے کہ ابھی نہیں، ابھی نہیں۔ خیر ایک دن خواب میں ان ولی اللہ سے ملاقات ہو گئی۔ ان سے اس نے دریافت کیا کہ یہ آخری الفاظ کیا تھے اور آپ نے یہ کیوں کہا تھا ابھی نہیں ابھی نہیں۔ اس ولی اللہ نے جواب دیا کہ شیطان چونکہ موت کے وقت ہر ایک انسان پر حملہ کرتا ہے تا کہ اس کا نور ایمان اخیر وقت پہ چھین لے اس لئے وہ حسب معمول میرے پاس بھی آیا اور مجھے مرتد کرنا چاہا۔ دین سے دور ہٹانا چاہا اور میں نے جب اس کا کوئی وار چلنے نہیں دیا تو مجھے کہنے لگا کہ تُو میرے ہاتھ سے بچ گیا۔ اس لئے میں نے کہا تھا کہ ابھی نہیں، ابھی نہیں۔ یعنی جب تک مَیں مَر نہ جاؤں مجھے تجھ سے اطمینان حاصل نہیں ہو سکتا۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 5 صفحہ 306 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

بیشک تُو ورغلا رہا ہے اور مَیں ہر طریقے سے بچ رہا ہوں لیکن جب تک جان ہے اس وقت تک تُو ورغلاتا رہے گا اس لئے جب تک میری جان نہیں نکل جاتی اس وقت تک مَیں یہ نہیں کہہ سکتا کہ مَیں تیرے سے بچ گیا۔

پس یہ ہے وہ معیار اولیاء اللہ کا جو نمونے انہوں نے ہمارے سامنے قائم کئے۔ شیطان کی تو یہ کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے بھی انجام بد کر کے انہیں جہنم میں ڈلوائے۔ پس ایک مومن کے لئے تو بڑا خوف کا مقام ہے۔ ایک عام آدمی کے لئے لاپرواہی کا کوئی لمحہ جو ہے وہ اسے شیطان کے قبضے میں لے جا سکتا ہے اور اس کے لئے ہمیشہ توبہ اور استغفار بھی کرتے رہنا چاہئے۔

پھر شیطان کے انسان پر حملے کی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”شیطان انسان کو گمراہ کرنے کے لئے اور اس کے اعمال کو فاسد بنانے کے واسطے ہمیشہ تاک میں لگا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ نیکی کے کاموں میں بھی اس کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور کسی نہ کسی قسم کا فساد ڈالنے کی تدبیریں کرتا ہے۔“ کس طرح؟ مثلاً ”نماز پڑھتا ہے تو اس میں بھی ریا وغیرہ کوئی شعبہ فساد کا ملانا چاہتا ہے“۔ انسان نماز پڑھ رہا ہے، نیکی کا کام ہے لیکن شیطان اس کے دل میں کوئی نہ کوئی دکھاوے کی بات ڈالنا چاہتا ہے تاکہ فساد پیدا ہو، تاکہ نماز خالص نہ رہے۔ پھر فرمایا کہ ”ایک امامت کرانے والے کو بھی اس بلا میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ پس اس کے حملہ سے کبھی بے خوف نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اس کے حملے فاسقوں، فاجروں پر تو کھلے کھلے ہوتے ہیں“ جو فاسق اور فاجر لوگ ہیں، دنیا میں ڈوبے ہوئے ہیں، بگڑے ہوئے ہیں، دین سے ہٹے ہوئے ہیں ان پر تو کھلے کھلے حملے ہوتے ہیں ”وہ تو اس کا گویا شکار ہیں۔ لیکن زاہدوں پر بھی حملہ کرنے سے وہ نہیں چوکتا“۔ جو نیک لوگ ہیں، زاہد ہیں ان پر بھی حملے کرنے سے نہیں ہٹتا ”اور کسی نہ کسی رنگ میں موقع پا کر ان پر حملہ کر بیٹھتا ہے“۔ فرمایا کہ ”جو لوگ خدا کے فضل کے نیچے ہوتے ہیں اور شیطان کی باریک در باریک شرارتوں سے آگاہ ہوتے ہیں وہ تو بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں لیکن جو ابھی خام اور کمزور ہوتے ہیں وہ کبھی کبھی مبتلا ہو جاتے ہیں“۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 426۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس مومن کو ہر وقت اللہ تعالیٰ سے دعا اور استغفار کرنی چاہئے کہ وہ شیطان کی ہر شرارت سے ہمیں بچائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام استغفار کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

”اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے استغفار کا التزام کرایا ہے کہ انسان ہر ایک گناہ کے لئے خواہ وہ ظاہر کا ہو یا باطن کا، خواہ اسے علم ہو یا نہ ہو اور ہاتھ اور پاؤں اور زبان اور ناک اور کان اور آنکھ اور سب قسم کے گناہوں سے استغفار کرتا رہے۔“ فرمایا کہ ”آجکل آدم علیہ السلام کی دعا پڑھنی چاہئے“۔ وہ دعا کیا ہے؟

”رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (الاعراف:24)“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 275۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

یعنی کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اگر تُو ہم کو نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

پھر ایک جگہ ہمیں نصیحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ:

”عزیزو! خدا تعالیٰ کے حکموں کو بے قدری سے نہ دیکھو۔ موجودہ فلسفے کی زہر تم پر اثر نہ کرے۔ ایک بچے کی طرح بن کر اس کے حکموں کے نیچے چلو۔ نماز پڑھو، نماز پڑھو کہ وہ تمام طاقتوں کی کنجی ہے۔ اور جب تُو نماز کے لئے کھڑا ہو تو ایسا نہ کر کہ گویا تُو ایک رسم ادا کر رہا ہے بلکہ نماز سے پہلے جیسے ظاہر وضو کرتے ہو ایسے ہی باطنی وضو بھی کرو اور اپنے اعضاء کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو“۔ ظاہری طور پر تو اپنے اعضاء پانی سے دھوتے ہو اپنے دل کو، اپنے اعضاء کو باطنی طور پر بھی ہر قسم کے اللہ کے غیر سے دھو ڈالو۔ ”تب تم دونوں وضوؤں کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور نماز میں بہت دعا کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ سچائی اختیار کرو، سچائی اختیار کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔“ ہمیشہ ہر معاملے میں سچائی اختیار کرو۔ ہر معاملے میں یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ ”وہ تمہیں دیکھ رہا ہے کہ تمہارے دل کیسے ہیں۔ کیا انسان اس کو بھی دھوکہ دے سکتا ہے؟ کیا اس کے سامنے بھی مکاریاں پیش جاتی ہیں؟ نہایت بدبخت آدمی اپنے فاسدانہ افعال اس حد تک پہنچاتا ہے کہ گویا خدا نہیں۔ تب وہ بہت جلد ہلاک کیا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں ہوتی“۔ فرمایا ”عزیزو! اس دنیا کی مجرد منطق ایک شیطان ہے اور اس دنیا کا خالی فلسفہ ایک ابلیس ہے۔“ صرف منطق اور Logic اور وجہ، یہ جو چیزیں ہیں یہ سب شیطانی باتیں ہیں۔ صرف یہی چیزیں نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو بھی تلاش کرنا ہوگا۔ فرمایا ”جو ایمانی نور کو نہایت درجہ گھٹا دیتا ہے“۔ صرف منطق اور فلسفے کے اوپر چلو گے تو پھر ایمانی نور گھٹ جائے گا ”اور بے باکیاں پیدا کرتا ہے اور قریب قریب دہریت تک پہنچاتا ہے۔ سو تم اس سے اپنے آپ کو بچاؤ اور ایسا دل پیدا کرو جو غریب اور مسکین ہو اور بغیر چون چرا کے حکموں کو ماننے والے ہو جاؤ“۔ بغیر کسی چون چرا کے اللہ تعالیٰ حکموں کو ماننے والے بنو ”جیسا کہ بچہ اپنی والدہ کی باتوں کو مانتا ہے۔ قرآن کریم کی تعلیمیں تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچاتی ہیں۔ ان کی طرف کان دھرو اور ان کے موافق اپنے آپ کو بناؤ“۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 549)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم شیطان کے قدموں پر چلنے سے بچنے والے ہوں۔ خدا تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے، اس سے مدد مانگتے ہوئے اس کے حکموں پر چلنے والے ہوں۔ قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں اور اس بات پر شکر ادا کرنے والے ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے اس فرستادے کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی جس نے شیطان کو شکست دینی ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے ہوئے عہد بیعت کا حق ادا کرتے ہوئے شیطان کے ہر حملے کو ناکام و نامراد کرنے والوں میں شامل ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

۞...... ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ مہدی جو آنے والا ہے............ **وہ میرے خُلق پر ہوگا**۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی مطلب تھا کہ **وہ میرا مظہر ہوگا**۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ 521۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

۞...... ”**یوں سمجھ لو کہ مہدی موعود خَلق اور خُلق میں ہمرنگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا**“ ۔(ایک غلطی کا ازالہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 213)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات بابرکات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خُلقِ عظیم کا کامل انعکاس

(ملک سعید احمد رشید۔ مربی سلسلہ)

قسط نمبر 2

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خُلقِ عظیم غیروں کی نظر میں

اس بارہ میں غیروں کی آراء میں سے چند درج ذیل ہیں کہ انہوں نے آپ کو کس نظر سے دیکھا اور پہچانا۔

....

”نہایت مقدس“ اور ”بلند ہمت مصلح“

۞...... سید ممتاز علی صاحب امتیاز نے لکھا:

” مرزا صاحب **مرحوم نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے** اور نیکی کی ایسی قوت رکھتے تھے جو سخت سے سخت دلوں کو تسخیر کر لیتی تھی۔ وہ نہایت باخبر عالم، بلند ہمت مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے۔...... ان کی ہدایت و رہنمائی مردہ روحوں کے لئے واقعی مسیحائی تھی۔“

(رسالہ تہذیب النسواں، لاہور بحوالہ تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 584)

۞...... ”وہ فقیرانہ طور پر زندگی بسر کرتے تھے اور سینکڑوں آدمی روزانہ ان کے لنگر سے کھانا کھاتے تھے۔“

(”امرتا بازار پترکا“ کلکتہ۔ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 567)

....

غیر مسلم کی گواہی

۞...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب میں اس کا ذکر یوں فرمایا ہے۔

” ایک عورت امریکہ سے میری نسبت اپنے خط میں لکھتی ہے کہ میں ہر وقت ان کی تصویر دیکھتی رہنا پسند کرتی ہوں۔ یہ تصویر بالکل مسیح کی تصویر معلوم ہوتی ہے۔“

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 106)

۞...... حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایک سکھ کی گواہی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

” مجھے سب سے زیادہ ایک بوڑھے شخص کی شہادت پسند آیا کرتی ہے۔ یہ ایک سکھ ہے جو آپ کا بچپن کا واقف ہے۔ وہ آپ کا ذکر کر کے بے اختیار رو پڑتا ہے اور سنایا کرتا ہے کہ ہم کبھی آپ کے پاس آ کر بیٹھتے تھے تو آپ ہمیں کہتے تھے کہ جا کر میرے والد صاحب سے سفارش کرو کہ **مجھے خدا اور دین کی خدمت** کرنے دیں۔ اور دنیوی کاموں سے معاف رکھیں۔ وہ شخص یہ کہہ کر رو پڑتا کہ ” وہ تو پیدائش سے ہی ولی تھے۔“ ایک غیر مذہب کا شخص جس نے آپ کی زندگی کے سب دَور دیکھے ہیں اور آپ کے راز سے پوری طرح واقف ہے اس کی یہ شہادت معمولی شہادت نہیں ہے۔“

(انوار العلوم جلد 8 صفحہ 207)

....

محمدؐ سے مشابہ

۞...... لاہور کے آریہ اخبار ”اندر“ نے لکھا:

” مرزا صاحب اپنی ایک صفت میں محمدؐ صاحب سے بہت مشابہت رکھتے تھے اور وہ صفت ان کا استقلال تھا ...... ہزاروں مخالفتوں کے باوجود ذرا بھی لغزش نہیں کھائی۔“

....

اسلام کا بہت بڑا پہلوان

۞...... رسالہ علی گڑھ انسٹیٹیوٹ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ”جری اللہ“ کے بارہ میں حضورؑ کے حالات لکھنے کے بعد یوں رقمطراز ہے:

” بے شک مرحوم اسلام کا ایک بہت بڑا پہلوان تھا۔“

(بحوالہ رسالہ تشحیذ الاذہان جلد 3 نمبر 8 صفحہ 332۔ 1908ء)

....

غیر معمولی عزم واستقلال کا صاحبِ فراست وبصیرت انسان

۞...... علامہ نیاز فتح پوری نے جو ہندوستان کے نامور ادیب تھے اپنے رسالہ نگار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلق عظیم کا یوں اقرار کیا:

” وہ بڑے غیر معمولی عزم و استقلال کا صاحب فراست وبصیرت انسان تھا جو ایک باطنی قوت اپنے ساتھ لایا تھا...... انہوں نے یقیناً اخلاق اسلامی کو دوبارہ زندہ کیا اور ایک ایسی جماعت پیدا کر کے دکھا دی جس کی زندگی کو ہم یقیناً اُسوہ نبی کا پرتوہ کہہ سکتے ہیں۔“

(رسالہ نگار لکھنو نومبر 1959ء)

....

مسلمانوں کی ایک کثیر جماعت کے پیشوا اور امامِ برحق

۞...... حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے سخت مخالف ایڈیٹر اخبار البشیر اٹاوہ نے آپ کی وفات پر ایک مقالہ تحریر کیا جس میں انہوں نے لکھا:

” اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ حضرت اقدس اس زمانہ کے نامور مشاہیر میں سے تھے۔ اس ترقی علوم وفنون کے زمانہ میں درحقیقت یہ امر کچھ حیرت انگیز نہیں ہے کہ ان کے کئی لاکھ راسخ الاعتقاد مرید ایسے تھے جو ان کے ہر ایک حکم کو، ہر ایک پیشگوئی کو وحی خیال کرتے اور بلا چون چرا تسلیم کرتے تھے...... جو درجہ کہ حضرت اقدس مرزا صاحبؑ کو اپنے مریدوں میں حاصل تھا اور جو اثر کہ حضرت اقدس کا اپنے مریدوں کی جماعت پر تھا اس میں کچھ کلام نہیں کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں نہ یہ اثر کسی مولوی اور نہ عالم و فاضل کو اپنے معتقدوں پر تھا اور نہ کسی صوفی اور ولی اللہ کا اپنے مریدین پر تھا اور نہ کسی لیڈر اور نہ کسی ریفامر کا اپنے مقلدین پر۔ چونکہ وہ مسلمانوں کی ایک کثیر جماعت کے **پیشوا اور امام برحق** تھے لہٰذا تہذیب مجبور کرتی ہے کہ ہم ان کی عزت کریں۔“

(تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 564)

پاکباز ومتقی

۞...... 30 مئی 1908ء کو مولانا ابوالکلام آزاد ایڈیٹر اخبار وکیل نے ایک مقالہ لکھا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق فاضلہ اور سیرت طیبہ پر ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔

” کیریکٹر کے لحاظ سے مرزا صاحب کے دامن پر سیاہی کا چھوٹا سا دھبہ بھی نظر نہیں آتا۔ **وہ ایک پاک باز کا جینا جیا اور اس نے ایک متقی کی زندگی بسر کی**۔ غرضیکہ مرزا صاحب کی ابتدائی زندگی کے پچاس سالوں نے کیا بلحاظ اخلاق وعادات اور پسندیدہ اطوار، کیا بلحاظ مذہبی خدمات و حمایت دین مسلمانان ہند میں ان کو **ممتاز و برگزیدہ** اور قابل **رشک مرتبہ پر پہنچا دیا**۔“

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 563)

....

ایک فتح نصیب جرنیل

۞...... مولانا ابوالکلام آزاد نے لکھا:

” وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا، جو شور قیامت ہو کے خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا...... ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف **ایک فتح نصیب جرنیل** کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جاوے۔“

(اخبار وکیل امرتسر جون 1908ء)

....

بلحاظ اخلاق وشرافت بڑے پایہ کے انسان

۞...... اخبار ”برہمہ چارک“ نے لاہور جو برہمو سماج کا ایک پرچہ ہے یوں خراج تحسین پیش کیا:

” ہم یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ مرزا صاحب کیا بلحاظ لیاقت اور کیا بلحاظ اخلاق وشرافت ایک بڑے پایہ کے انسان تھے۔“

(سیرۃ المہدی جلد اول صفحہ 266۔ تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 567)

....

نہایت خوشگوار اخلاق رکھنے والا شخص

۞...... پادری والٹر ایم اے نے اپنی کتاب ”احمدیہ موومنٹ“ میں درج ذیل خراج تحسین پیش کیا:

” یہ بات ہر طرح سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب اپنی عادات میں سادہ اور فیاضانہ جذبات رکھنے والے تھے۔ ان کی **اخلاقی جرأت** جو انہوں نے اپنے مخالفین کی طرف سے سخت مخالفت اور ایذا رسانی کے مقابلہ میں دکھائی یقیناً قابل تحسین ہے۔ صرف ایک مقناطیسی جذب اور **نہایت خوشگوار اخلاق رکھنے والا شخص** ہی ایسے لوگوں کی دوستی اور وفاداری حاصل کر سکتا تھا جن میں سے کم از کم دو نے افغانستان میں اپنے عقائد کی وجہ سے جان دے دی مگر مرزا صاحب کا دامن نہ چھوڑا۔“

(سیرۃ المہدی۔ جلد اول صفحہ 69-268)

....

خدا کے بڑے بھگت

۞...... مکرم مستری محمد مکی صاحب کا بیان ہے کہ جب کبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر کے واسطے تشریف لے جاتے اور بازار میں سے گزرتے تو بعض ہندو دکاندار اپنے طریق پر ہاتھ جوڑ کر حضور علیہ السلام کو سلام کرتے اور بعض تو اپنی دکان پر اپنے رنگ میں سجدہ کرنے لگتے مگر حضرت صاحب کو خبر نہ ہوتی کیونکہ آپ آنکھیں نیچے ڈالے گزرتے چلے جاتے تھے۔

ایک دن مستری صاحب نے بعض عمر رسیدہ ہندو دکانداروں سے دریافت کیا کہ تم مرزا صاحب کو کیا سمجھتے ہو جو سجدہ کرتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ بھگوان ہیں۔ بڑے مہا پرش ہیں۔ ہم ان کو بچپن سے جانتے ہیں۔ **یہ خدا کے بڑے بھگت ہیں۔ دنیا بھر کو خدا نے ان کی طرف جھکا دیا ہے**۔ جب خدا ان کی اتنی عزت کرتا ہے تو ہم کیوں نہ ان کی عزت کریں۔

(سیرۃ المہدی جلد اول صفحہ 42-741)

....

خوش اخلاق، متقی اور پرہیز گار

۞...... پنڈت دیوی رام سکنہ دودو چک ضلع گورداسپور کا بیان ہے کہ میں 21 جنوری 1875ء کو نائب مدرس ہو کر قادیان گیا تھا۔ میں وہاں چار سال رہا۔ میں مرزا غلام احمد صاحب کے پاس اکثر جایا کرتا تھا اور میزان طب آپ سے پڑھا کرتا تھا۔ آپ کے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب زندہ تھے۔ مرزا غلام احمد صاحب ہندو مذہب اور عیسائی مذہب کی کتب اور اخبارات کا مطالعہ کرتے رہتے تھے اور آپ کے اردگرد کتابوں کا ڈھیر لگا رہتا تھا۔ آپ پانچ وقت نماز پڑھنے کے لئے مسجد خاص (مسجد اقصیٰ مراد ہے۔ مؤلف) میں جایا کرتے تھے......

...... مرزا صاحب پانچ وقت نماز کے عادی تھے۔ روزہ رکھنے کے عادی تھے **اور خوش اخلاق، متقی اور پرہیز گار تھے**...... مرزا صاحب کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات تھے اور شریفانہ برتاؤ تھا۔ خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ متواضع اور مہمان نواز تھے۔ کبھی کبھی دیگ پکوا کر غرباء اور مساکین کو کھلاتے تھے۔ حکمت کی اجرت نہ لیتے تھے...... مرزا صاحب بازار میں کبھی نہ آتے تھے، صرف مسجد تک آتے تھے۔ اور نہ کسی دکان میں بیٹھتے تھے۔ مسجد یا حجرہ میں رہتے تھے۔

مرزا صاحب کے والد صاحب آپ کو کہتے تھے کہ ”غلام احمد تم کو پتہ نہیں کہ سورج کب چڑھتا ہے اور کب غروب ہوتا ہے اور بیٹھتے ہوئے وقت کا پتہ نہیں۔ جب میں دیکھتا ہوں چاروں طرف کتابوں کا ڈھیر لگا رہتا ہے۔“

...... مرزا صاحب اپنے والد صاحب کے کامل

فرمانبردار تھے...... کسی آدمی کی نظر میں گرے ہوئے نہ تھے۔ اور مذہبی بحث میں ایک شیر ببر کی طرح ہوشیار ہو جاتے تھے۔ شائستگی اور نرمی اور شیریں کلامی سے بات کیا کرتے تھے۔ طبع کے حلیم اور بُردبار تھے۔ میں نے مرزا صاحب کی طبیعت میں کبھی غصہ نہیں دیکھا...... جھوٹ سے ہمیشہ نفرت کرتے تھے...... میں نے کبھی نہیں سنا کہ مرزا صاحب کو دنیا سے محبت ہے...... مرزا غلام احمد صاحب کی نسبت میں نے کبھی نہیں سنا کہ انہوں نے چھوٹی عمر میں کوئی برا کام خلافِ شریعت یا مذہب کیا ہو، اور نہ ہی دیکھا تھا...... مرزا صاحب شرکاء کو ذلیل کرنا نہ چاہتے تھے اور نہ ہی کسی کی برائی چاہتے تھے۔ شرکاء گھر میں بھی مرزا صاحب کی عزت کرتے تھے...... میں نے مرزا صاحب کو نہ کبھی بدنظری کرتے دیکھا اور نہ سنا...... ہمیشہ ادب کا لحاظ رکھتے تھے اور زائرین کی عزت و تکریم کرتے تھے...... مرزا صاحب چشم پوش تھے۔ کبھی کسی میلہ یا تماشہ یا کسی اور مجلس میں نہ جایا کرتے تھے...... میں نے ان کو پانچوں نمازیں مسجد میں پڑھتے دیکھا ہے...... آپ بڑے **خندہ پیشانی** سے ملنے والے، **خوش خلق**، حلیم الطبع، **منکسر المزاج** تھے۔ تکبر کرنا نہ آتا تھا۔ طبیعت نرم تھی۔''

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 688 تا 695 جدید ایڈیشن)

....

خلق عظیم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلق عظیم پر کئی کتب لکھی جا سکتی ہیں اور ہزاروں عملی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں مگر اس مضمون میں بزرگوں کی چند گواہیاں جو انہوں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا اور دیکھا اور چند نمونے آپ کے خلق عظیم اور اخلاق عالیہ کے پیش کئے جاتے ہیں۔

اعلیٰ وارفع اخلاق

❁...... حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں:

''آپ کے اخلاق بھی ایسے اعلیٰ اور ارفع تھے کہ ہر شخص جس کو آپ سے واسطہ پڑتا تھا وہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔'' (سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 98 نیا ایڈیشن)

❁...... حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

''میں نے اپنے زمانہ میں میرزا غلام احمد صاحب کو دیکھا **سچّا پایا** اور **بہت ہی راستباز تھا**۔ جو بات اس کے دل میں نہیں ہوتی تھی وہ نہیں منواتا تھا۔''

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 199)

حضرت مسیح موعودؑ کی عظیم روحانی شخصیت، آپ کے اعلیٰ اخلاق اور خُلق عظیم کا ہی عظیم الشان اثر تھا کہ حضرت حکیم نورالدین صاحب (جو آپ کے پہلے خلیفہ بنے) نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ حضرت اقدس کا دامن اب کبھی نہیں چھوڑیں گے اور قادیان سے باہر قدم نہ رکھیں گے۔ ہاں اگر حضرت مسیح موعودؑ کا حکم ہوگا تب ایسا ممکن ہو سکے گا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''میں اگر شہر میں رہوں تو بہت روپیہ کما سکوں لیکن میں کیوں ان ساری آمدنیوں پر قادیان کے رہنے کو ترجیح دیتا ہوں؟ اس کا مختصر جواب میں یہی دوں گا کہ میں نے یہاں وہ دولت پائی ہے جو غیر فانی ہے۔ جس کو چور اور قزاق نہیں لے جا سکتا۔ مجھے وہ ملا ہے جو تیرہ سو برس کے اندر آرزو کرنے والوں کو نہیں ملا! پھر ایسی **بے بہا دولت** کو چھوڑ کر میں چندروزہ دنیا کے لئے مارا مارا پھروں؟

میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اب کوئی مجھے **ایک لاکھ** کیا **ایک کروڑ** روپیہ یومیہ بھی دے اور قادیان سے باہر رکھنا چاہے۔ میں نہیں رہ سکتا۔ ہاں امام علیہ السلام کے حکم کی تعمیل میں پھر خواہ مجھے ایک کوڑی بھی نہ ملے۔ پس **میری دولت، میرا مال**، میری ضرورتیں اسی امام کے اتباع تک ہیں اور دوسری ساری ضرورتوں کو اس **ایک وجود پر قربان کرتا ہوں۔**''

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 132)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے بھی اپنی روحانی بصیرت سے آپ کے جذبہ فدائیت و قربانی کو بھانپ لیا تھا کہ یہ اپنے قول و فعل میں حد درجہ سچا اور اپنے اخلاص و فدائیت میں نہایت سنجیدہ ہے تبھی تو آپؑ نے بڑے وثوق اور یقین سے حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کے بارہ میں یہ عظیم الشان تاریخی کلمات فرمائے کہ ''اگر میں نورالدین کو حکم دوں کہ تو پانی میں چلا جا تو وہ جانے کے لئے تیار ہے۔ اگر میں اس کو کہوں کہ آگ میں داخل ہو جا تو وہ **میرے حکم سے آگ میں بھی جانے کو تیار** ہے۔ وہ کسی طرح بھی میرے حکم سے انکار نہیں کرسکتا۔'' (تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 567)

❁...... اب ایک ایسے وجود کی شہادت پیش کی جاتی ہے جس نے کم از کم 25 سال بچپن سے جوانی تک نہایت باریک بینی سے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی اور خُلق عظیم کا مطالعہ کیا اور اپنی گواہی ان الفاظ میں دی جو آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ میری مراد حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ سے ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اخلاق میں کامل تھے۔ یعنی آپ نہایت رؤف رحیم تھے، سخی تھے، مہمان نواز تھے، اشجع الناس تھے، ابتلاؤں کے وقت جب لوگوں کے دل بیٹھے جاتے تھے آپ شیر نر کی طرح آگے بڑھتے گئے۔ عفو، چشم پوشی، فیاضی، دیانت، خاکساری، صبر، شکر، استغناء، حیا، غض بصر، عفت، قناعت، وفاداری، بے تکلفی، سادگی، شفقت، ادب الٰہی، ادب رسول و بزرگان دین، حلم، میانہ روی، ادائیگی حقوق، ایفائے عہد، چستی، ہمدردی، اشاعت دین، تربیت، حسن معاشرت، مال کی نگہداشت، وقار، طہارت، زندہ دلی اور مزاح، رازداری، غیرت، احسان، حفظ مراتب، حسن ظنی، ہمت، اُولوالعزمی، خودداری، خوش رُوئی اور کشادہ پیشانی، کظمِ غیظ، کف ید و کفِ لسان، ایثار، معمور الاوقات ہونا، انتظام، اشاعت علم و معرفت۔ خدا اور اس کے رسول کا عشق، کامل اتباع رسول۔ یہ مختصراً آپ کے اخلاق و عادات تھے...... آپ نے **اخلاق کا وہ پہلو دنیا** کے سامنے پیش کیا **جو معجزانہ تھا۔ سراپا حسن تھے، سَراسر احسان تھے** اور اگر کسی شخص کا مثیل آپ کو کہا جا سکتا ہے تو وہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے وبس۔

آپ کے اخلاق کے اس بیان کے وقت قریباً ہر خُلق کے متعلق میں نے دیکھا کہ میں اس کی مثال بیان کرسکتا ہوں۔ یہ نہیں کہ میں نے یونہی کہہ دیا ہے۔ میں نے آپ کو اس وقت دیکھا جب میں دو برس کا بچہ تھا۔ پھر آپ میری ان آنکھوں سے اس وقت غائب ہوئے جب میں 27 سال کا جوان تھا۔ مگر مَیں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ میں نے آپؑ سے **بہتر**، آپ سے **زیادہ خلیق**، آپ سے **زیادہ نیک**، آپ سے **زیادہ بزرگ**، آپ سے **زیادہ اللہ اور رسول کی محبت میں غرق** کوئی شخص نہیں دیکھا۔ آپ **ایک نور** تھے جو انسانوں کے لئے دنیا پر ظاہر ہوا۔ اور ایک رحمت کی بارش تھے جو ایمان کی لمبی خشک سالی کے بعد اس زمین پر برسی اور اسے شاداب کر گئی۔ اگر حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ بات سچی کہی تھی کہ ''کَانَ خُلُقُہُ الْقُرآن'' تو ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت اسی طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ کَانَ خَلُقُہٗ حُبّ مُحَمَّدٍ وَاتبِاعَہٗ ۔ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام ۔

(تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 597-596 جدید ایڈیشن)

اخلاق کا سمندر

❁...... حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوریؓ جب (پہلی دفعہ) قادیان آئے تو اپنے تاثرات یوں بیان فرمائے:

''علماء میں سے ایک بڑے **عالم** کو دیکھا اور خود مدعی مسیح اور مہدویت کی بھی زیارت کی...... حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھا اور ان کی تو خیر کوئی مثال تھی ہی نہیں، **اخلاق کا ایک سمندر تھے۔**'' (خطبات مسرور جلد 9 صفحہ 317)

(باقی آئندہ)

عظمتِ ماہِ صیام

عبادت میں جو خلقت ہے ، یہ روزوں کی بدولت ہے
سجی مولا کی جنت ہے ، یہ روزوں کی بدولت ہے

جو شیطاں بھی مقید ہے تو دوزخ بھی مقفل ہے
نظر بند ان کی قوت ہے ، یہ روزوں کی بدولت ہے

یہ روزہ ہے میری خاطر ، مَیں خود اس کی جزا ہوں گا
خدا کی جو زیارت ہے ، یہ روزوں کی بدولت ہے

جو نفرت کی کمر توڑی ، عداوت کو مٹا ڈالا
محبت کی اشاعت ہے ، یہ روزوں کی بدولت ہے

امیروں کو غریبوں کی صفوں میں لا بٹھایا ہے
اخوّت ہی اخوّت ہے ، یہ روزوں کی بدولت ہے

بیک آواز اُٹھتے ہیں ، بیک آواز چلتے ہیں
بہت اعلیٰ یہ وحدت ہے ، یہ روزوں کی بدولت ہے

قرآنِ پاک اُترا تو تقدس مل گیا اس کو
بکثرت اب تلاوت ہے ، یہ روزوں کی بدولت ہے

امیرانہ روش چھوڑی، غریبانہ ہوئے سارے
ہر اک نیکی میں سبقت ہے ، یہ روزوں کی بدولت ہے

خوشا! ماہِ صیام آیا، فرازؔ!! اتنا یقیں پھر سے
مرا ایماں سلامت ہے ، یہ روزوں کی بدولت ہے

(اطہر حفیظ فرازؔ)

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
28 London Rd, Morden SM4 5BQ
0044 20 3609 4712

بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ امریکہ   از صفحہ 4

طرف روانہ ہوئے جس میں ان سب کے لئے ڈنر کا انتظام کیا گیا تھا۔

ڈنر کے دوران مکرم برادر حسن حکیم صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ نے مہمانوں کا استقبال کیا اور ان کا تعارف کرایا۔ اس موقعہ پر بھی بعض مہمانوں نے خطاب کیا اور جماعت احمدیہ کی کارکردگی کو سراہا۔

جلسہ کا تیسرا دن اور آخری سیشن

جلسہ کے اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت وظم اور ان کے تراجم کے ساتھ مکرم امیر صاحب کی زیر صدارت شروع ہوا۔ اس موقع پر علم انعامی خدام الاحمدیہ و انصاراللہ کی نمایاں کارکردگی کرنے والی مجالس کو دیا گیا۔ اور بعض علمی ایوارڈز بھی دیئے گئے۔

آج کے سیشن کی پہلی تقریر مکرم برادر نصیر اللہ احمد صاحب آف ملواکی کی تھی۔ انہوں نے ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کا زینہ ہے'' کے عنوان پر تقریر کی۔

آپ کی تقریر کے بعد مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب نے تقریر کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا۔ ''امریکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس کا دفاع''۔

محترم مولانا صاحب کی تقریر کے بعد مکرم مرزا مغفور احمد صاحب نائب امیر امریکہ نے 'ذکر حبیب' کے عنوان پر تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی سے وہ واقعات پیش کئے جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت ہی اس زمانے میں بچاؤ کا ذریعہ ہے۔ آپ نے بتایا کہ اس زمانے میں خدا تعالیٰ کی محبت کو پورے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اختیار کیا۔

مکرم صاحبزادہ صاحب کی تقریر اس سیشن کی آخری تقریر تھی۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے اختتامی خطاب میں ایک مرتبہ پھر حاضرین جلسہ کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کی تحریک کی طرف توجہ دلائی اور جو کچھ جلسے کی تقاریر سے سیکھا ہے اس پر عمل کرنے اور خلافت حقہ احمدیہ سے مضبوط تعلق پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور خصوصاً امت مسلمہ کے لئے اور پھر تمام احمدیوں کے لئے اور جلسہ کے ورکرز کے لئے دعا کی تحریک کی۔

خواتین کا جلسہ

جلسہ سالانہ کے دوسرے دن خواتین نے اپنے الگ دو اجلاسات کئے۔

پہلے سیشن میں تلاوت ونظم اور ان کے تراجم کے بعد پہلی تقریر محترمہ Roohul Amin Rehman صاحبہ کی تھی۔ انہوں نے ''اللہ تعالیٰ کی صفت الرحیم'' پر تقریر کی۔ محترمہ ڈاکٹر عزیزہ رحمان صاحبہ آف لاس اینجلس نے ''جنت تمہارے قدموں میں ہے'' کے عنوان پر ماؤں کو مخاطب کر کے انہیں ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد ایک نظم پڑھی گئی اور محترمہ سعدیہ احمد صاحبہ آف لانگ آئی لینڈ نے اردو میں ''سادگی میں امن ہے'' کے عنوان پر خواتین کو ''سادگی'' کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی تلقین کی۔ اسی عنوان پر انگریزی میں تقریر محترمہ سعدیہ احمد صاحب آف سیلیکن ویلی نے کی۔ ان تقاریر کے بعد بچیوں میں تعلیمی ایوارڈز تقسیم کئے گئے۔

دوسرا سیشن بھی محترمہ نیشنل صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ یوایس اے کی زیر صدارت شروع ہوا۔ تلاوت نظم اور ان کے تراجم کے بعد پہلی تقریر محترمہ ملیحہ احمد صاحبہ آف جارجیا نے ''مذہبی اقدار'' پر کی کہ کیا اس زمانے اور اس سوسائٹی میں مذہبی اقدار کو جگہ دی جاسکتی ہے!

اس کے بعد محترمہ SAMANTHA KESSENICH آف ملواکی نے ''اسلام احمدیت میرا انتخاب'' کے عنوان پر اپنے احمدیت میں داخل ہونے کے تاثرات بیان کئے۔ پھر ایک نظم پیش کی گئی جس میں نئے آنے والوں کو خوش آمدید کہا گیا۔ اس نظم کا انگریزی میں بھی ترجمہ پیش کیا گیا۔

آخر میں محترمہ صالحہ ملک صاحبہ نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ یوایس اے نے اختتامی تقریر کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا کہ ''بہنوں کو آپس میں کس طرح اخوت، پیار محبت اور ہمدردی کے ساتھ رہنا چاہئے اور یہ سب کچھ بغیر کسی امتیاز کے ہونا چاہئے''۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کے تمام پروگرام و تقاریر اور انتظامات احسن رنگ میں انجام پذیر ہوئے۔ ایک علمی و روحانی ماحول تھا۔ خدا کرے ہم سب حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی دعاؤں کے وارث بنیں اور جلسہ سے پوری طرح مستفیض ہوں۔ الحمدللہ

نمائش اور بک سٹال

ہر سال کی طرح امسال بھی جلسہ سالانہ میں نمائش لگانے کا اہتمام کیا گیا۔ مکرم کرنل فضل احمد صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ نے اپنی ٹیم کے ساتھ مسلسل انتھک محنت کر کے نمائش لگائی جو تاریخی طور پر خلفاء مسیح موعود کی مصروفیات اور امریکہ میں جماعتی ترقی اور فنکشنز اور شوریٰ کی تصاویر پر شامل تھیں۔ اس کے ساتھ ہی ایک بک سٹال بھی لگایا گیا تھا جس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے امریکہ میں شائع ہونے والی کتب ورسائل کے علاوہ انگلستان، جرمنی اور ہندوستان سے شائع ہونے والی کتب اور لٹریچر موجود تھیں۔ احباب نے حتی المقدور اس سے بھی استفادہ کیا۔

خصوصی پروگرامز

جلسہ کے پروگرامز کے علاوہ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جب کہ حاضرین پورے ملک سے تشریف لائے تھے۔ بعض خاص اجلاسات بھی ہوئے ان میں سے ایک اجلاس واقفین نو بچوں کا پروگرام تھا۔ سیکرٹری نیشنل وقف نو حافظ سمیع اللہ چوہدری صاحب اس کی نگرانی کرتے ہیں۔ واقفین نو بچوں کو اس موقع پر انعامات بھی دیئے گئے۔ (بچوں اور بچیوں کے الگ الگ پروگرام ہوئے)۔

اس کے علاوہ ایک اور پروگرام آمین کی تقریب کا بھی تھا۔ اس کی نگرانی نیشنل سیکرٹری تعلیم القرآن مکرم ڈاکٹر ظہیر الدین منصور احمد صاحب نے کی۔ اور اس سال قرآن کریم کا پہلا دور ختم کرنے پر بہت سارے بچوں اور بچیوں کو انعامات دیئے گئے۔

ایک اور خاص اجلاس ''رشتہ ناطہ'' کے بارہ میں تھا جو کہ مکرم ڈاکٹر فاروق پیدرو صاحب نے کیا۔ اس میں بھی بہت سے لوگوں نے دلچسپی سے شمولیت کی۔ اور رشتہ ناطہ میں جو مشکلات اور دشواریاں پیش آ رہی ہیں ان کا ذکر کیا اور احباب کو قرآن کریم کے ارشاد کی روشنی میں تقویٰ اختیار کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدائت کی روشنی میں مذہبی اقدار کو ترجیح دینے کی طرف توجہ دلائی گئی۔

جلسہ کی خاص باتیں

امریکہ میں جلسہ کی ساری کارروائی انگریزی زبان میں ہوتی ہے۔ ایک لمبے عرصہ سے اس بات کی بھی شدت سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ کئی مرد وخواتین ایسے بھی ہیں جنہیں انگریزی نہیں آتی۔ ان سب کی سہولت کے لئے اس سال اردو میں انگریزی تقاریر کے تراجم کا انتظام کیا گیا تھا۔ ایسے سب احباب وخواتین کو ایک وائرلیس سیٹ مہیا کیا گیا جس سے وہ اردو ترجمہ سن رہے تھے۔

اس کے ساتھ ساتھ اس قسم کا انتظام سپینش بولنے والوں کے لئے بھی کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ سب کارکنان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور جلسہ کی برکات سے تمام شاملین کو وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین۔

بقیہ رپورٹ دورۂ ڈنمارک از صفحہ نمبر 20

اس پر حضور انور نے فرمایا ظاہر ہے کرتا ہوں گا اب یاد نہیں۔ میں اکثر صلح کرواتا تھا۔

❁......ایک بچی نے سوال کیا جب آپ چھوٹے تھے تو ماں کا کہنا مانتے تھے مدد کرتے تھے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا ہر حکم مانتا تھا۔ بازار سے سودا سلف بھی لا کر دیتا تھا۔

❁......اس سوال کے جواب میں کہ آپ کو کون سا کلر پسند ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کبھی سوچا نہیں سب کلر ٹھیک ہیں۔

❁......ایک بچی نے سوال کیا کہ جب آپ کے پاس فری ٹائم ہوتا ہے، کیا آپ کھانا بناتے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا پہلے بنالیتا تھا لیکن اب وقت نہیں ملتا۔

❁......اس سوال کے جواب میں کہ آپ کا من پسند پھول کون سا ہے۔ حضور انور نے فرمایا گلاب کا پھول۔

❁......اس سوال کے جواب میں کہ آپ کی پسندیدہ ڈش کون سی ہے۔ حضور انور نے فرمایا ہر مزیدار پکا ہوا کھانا اچھا لگتا ہے۔ ویسے سی فوڈ (Sea Food) بھی اچھا لگتا ہے۔

❁......ایک بچی نے سوال کیا آپ کی پسندیدہ کھیل کون سی ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: یہی سوال لڑکوں نے بھی کیا ہے۔ بچپن میں، جوانی میں کرکٹ کھیلا کرتا تھا۔

❁......ایک بچی نے سوال کیا یورپین لوگ دین سے کیوں نفرت کرتے ہیں اور اللہ کو کیوں نہیں مانتے۔

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ بہت سے مسلمانوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں مانا۔ ان لوگوں میں صحیح اسلامی تعلیم نہیں ہے۔ مسلمان اسلام کی اصل اور حقیقی تعلیم کو غلط طور پر پیش کرتے ہیں۔ اسلام کہتا ہے کہ دشمن سے بھی بے انصافی نہ کرو۔ اسلام انصاف کی تعلیم دیتا ہے جبکہ مسلمان انصاف نہیں کرتے۔ اسلام حکومت کے قانون کی پابندی کا کہتا ہے لیکن عام طور پر مسلمان پابندی نہیں کرتے۔ اسی طرح اور بہت سی اسلامی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے، لڑائیاں کرتے ہیں۔ مسلمان حکومتیں اپنے لوگوں کو مار رہی ہیں۔ لوگ حکومت کے خلاف بغاوت کر رہے ہیں۔ rebel پیدا ہو رہے ہیں۔ ان کو جب یورپ کے لوگ دیکھتے ہیں تو یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ اسلام ایسا ہی مذہب ہے۔ بعض لوگ شدّت پسند اور مار دھاڑ کرتے ہیں لیکن جب ہم ان کو بتاتے ہیں کہ یہ اسلام نہیں ہے، اسلام تو پُرامن اور صلح، آشتی کا مذہب ہے۔ اسلام کے معنے ہی سلامتی کے ہیں۔ اس لئے ہم اس کو شدّت پسند نہیں کہہ سکتے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں مختلف جگہوں اور کانفرنسوں میں بتاتا ہوں کہ اسلام یہ ہے تو اس پر یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ اسلام تو بہت خوبصورت ہے۔ اسی طرح جب ہم لیفلیٹس تقسیم کرتے ہیں تو لوگوں کو صحیح اسلام کا پتہ چلتا ہے۔ اس پر لوگ کہتے ہیں کہ اس طرح کے اسلام کو تو ہم پسند کرتے ہیں۔ اگر تم ایم ٹی اے دیکھو تو اس میں مختلف پروگرام آتے ہیں، یورپین لوگ اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ جو اسلام جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے یہ تو بڑا اچھا اسلام ہے۔ اس لئے اصل اسلام وہ ہے جو ہم احمدی بتاتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ مسلمان ایک زمانہ میں بگڑ جائیں گے اور اصل تعلیم کو بھول جائیں گے۔ اس وقت مسیح موعود علیہ السلام آئیں گے اور اسلام کی صحیح تعلیم بتائیں گے۔ تم احمدی ہو لوگوں کو بتاؤ کہ جو اسلام تم دوسرے مسلمانوں میں دیکھتے ہو، وہ صحیح اسلام نہیں ہے بلکہ جو اسلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں اور قرآن کریم نے ہمیں بتایا ہے، وہ امن اور محبت کا اسلام ہے، ہم احمدی لوگ اس پر عمل کرتے ہیں۔

❁......ایک بچی نے سوال کیا کہ احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ احمدی اور غیر احمدی میں یہ فرق ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی اور سورۃ جمعہ میں بھی اس کا ذکر ہے کہ آخری زمانہ میں مسیح موعود آئیں گے۔ غیر احمدی بھی مانتے ہیں کہ مسیح موعود اور مہدی معہود آئیں گے لیکن وہ کہتے ہیں کہ مسیح آسمان سے اتریں گے، عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں اور دوبارہ تشریف لائیں گے، جبکہ ہم لوگ کہتے ہیں کہ کوئی انسان ہمیشہ کے لئے زندہ نہیں رہ سکتا۔ اگر کسی نے زندہ رہنا تھا تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اللہ تعالیٰ کے سب سے پیارے نبی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جب آپ زندہ نہیں رہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیسے زندہ رہ سکتے ہیں۔ ہم دوسرے مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ تم غلط سمجھے ہو، کسی نے آسمان سے نہیں اترنا اور نہ مہدی کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو ہدایت دینی ہے اور عیسائیوں کو قتل کرنا ہے بلکہ مسیح اور مہدی ایک ہی وجود ہے اور اسی مہدی اور مسیح نے مسلمانوں کو ہدایت دینی ہے اور دلیل سے دوسرے لوگوں کے اعتراضات کا ردّ کرنا ہے، لوگوں کو بتانا ہے کہ اصل تعلیم کیا ہے اور سب لوگوں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنا ہے۔

ہم مانتے ہیں کہ جس مسیح اور مہدی نے آنا تھا وہ امّت میں سے ہی آ گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صحیح بخاری میں اس کے امّت میں سے آنے کے بارہ میں خوشخبری دی ہے اس لئے جو آنے والا تھا وہ آ گیا ہے اور وہ مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام ہی ہیں۔ ہم ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مانتے ہیں۔ جبکہ غیر احمدی کہتے ہیں کہ وہ ابھی نہیں آیا، اُس نے آسمان سے ہی آنا ہے۔

مسیح موعود کی آمد کے متعلق جو نشانیاں دی گئی تھیں وہ بھی پوری ہوگئی ہیں، جن میں نئی سواریوں کے آنے کا بھی ذکر ہے، ٹرینیں ہوں گی، جہاز ہوں گے، پھر سورج اور چاند کو رمضان کے مہینے میں مقررہ تاریخوں میں گرہن لگنے کی نشانی بھی تھی، وہ بھی پوری ہوگئی ہے۔ اس لئے ہمارے پاس تو دلیل ہے کہ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق جس نے آنا تھا وہ آچکا ہے، ہم نے اس کو مان لیا ہے۔ اب کسی اَور نے نہیں آنا۔ دوسرے مسلمان کہتے ہیں کہ اس نے آسمان سے آنا تھا۔ حضور انور نے فرمایا آپ لوگ نشانات اور دلائل کو بھی یاد کریں۔

❁......ایک بچی نے سوال کیا آپ کا روزانہ کا کیا

معمول ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کئی مرتبہ بتا چکا ہوں۔ پھر بتا دیتا ہوں، صبح نوافل کے لئے اٹھتا ہوں، جس کے بعد تھوڑا سا قرآن کریم پڑھ لیتا ہوں۔ سنتیں پڑھتا ہوں پھر نماز پڑھانے کے لئے چلا جاتا ہوں۔ واپس آکر تھوڑی سی ورزش کرتا ہوں پھر دوبارہ قرآن کریم کی تفسیر پڑھ لیتا ہوں۔ پھر تھوڑا سا سو لیتا ہوں، اٹھ کر ناشتہ کرتا ہوں اور پھر دفتر چلا جاتا ہوں۔ مختلف دفتروں کے اور کمیٹیوں کے لوگ ملاقات کے لئے آجاتے ہیں۔ اسی طرح بعض ملکوں کے امراء ملاقات کے لئے آجاتے ہیں، دو تین گھنٹے اس طرح گزر جاتے ہیں۔

پھر نماز ظہر پڑھانے کے لئے جاتا ہوں، پھر گھر آکر کھانا کھاتا ہوں۔ تھوڑا سا آرام کرتا ہوں پھر اٹھ کر دفتر چلا جاتا ہوں۔ دفتر کی ڈاک اور مختلف مشنوں کی ڈاک دیکھتا ہوں۔ شام کی چائے پی کر نماز عصر کے لئے جاتا ہوں۔ پھر لوگ ملاقات کے لئے آجاتے ہیں جس میں ڈیڑھ دو گھنٹے گزر جاتے ہیں۔ پھر باہر سے آئی ہوئی ڈاک دیکھتا ہوں۔ پھر رات کا کھانا کھاتا ہوں اور نماز عشاء پڑھانے کے لئے چلا جاتا ہوں۔ کوئی رشتہ دار ملنے کے لئے آگیا تو پانچ سات منٹ ان سے ملتا ہوں، پھر دوبارہ دفتر میں جا کر ڈاک دیکھتا ہوں۔ پھر رات ہو جاتی ہے، گیارہ ساڑھے گیارہ ہو گئے تو کچھ کتاب پڑھ لی، اخبار وغیرہ دیکھ لی، پھر تھوڑا سا سویا اور دوبارہ وہی روٹین شروع ہو جاتی ہے۔ اسی دوران لوگوں کے بہت سارے خطوط آتے ہیں، وہ بھی دیکھتا ہوں۔ ہفتہ میں سات آٹھ ہزار خطوط ہو جاتے ہیں جن خطوط کی سمری بن کر آجاتی ہے اور چھ سات ہزار خطوط ویسے ہی آجاتے ہیں، تم لوگ بھی خطوط لکھا کرو۔

حضور انور نے بچیوں سے دریافت فرمایا کیا کبھی خط لکھتے ہو؟ میرے دستخطوں سے جواب آتا ہے یا پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے دستخطوں سے؟ پھر پوچھا کہ کیا دیکھتے ہو کہ جواب کس کے دستخط سے آیا ہے؟ تمہارے خط کا جواب ملا ہے؟ اس پر بچیوں نے جواب دیا ہمیں حضور انور کی طرف سے جواب ملتا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: بس اس طرح دن گزر جاتا ہے۔

❁......ایک بچی نے پوچھا کہ کیا حضور خلیفہ بننے سے پہلے کہیں جاب کرتے تھے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں تو وقف زندگی تھا، دفتر میں، جماعت کا ہی کام کرتا تھا۔ خلیفہ بننے سے قبل صدر انجمن میں جو ہمارے سنٹر کے دفاتر ہیں وہاں ناظر اعلیٰ تھا۔ اس سے پہلے ناظر تعلیم بھی رہا ہوں۔ تعلیم کے جتنے مسائل ہوتے تھے ان کو حل کرنا ہوتا تھا۔ اس سے پہلے تحریک جدید میں وکالت مال میں تھا، مزید اس سے پہلے غانا میں تھا، سکول میں بھی رہا ہوں اور پروجیکٹ بھی چلاتا رہا ہوں۔ میں وقف زندگی تھا، پہلے دن سے آخری دن تک، جماعت کا ہی کام کیا ہے۔ جو وقف نو ہیں ان کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ انہیں زیادہ سے زیادہ جماعت کا کام کرنا چاہئے۔

❁......ایک اور بچی نے عرض کیا کہ زندگی میں ایک دفعہ حج کیوں فرض ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہر ایک پر تو فرض نہیں ہے، جو حج کے سفر کے اخراجات برداشت کر سکتے ہوں، جن کو سفر کی سہولت ہو، کسی قسم کا خطرہ نہ ہو تو ان پر حج فرض ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فتح مکہ سے پہلے دقتیں تھیں خطرہ تھا، آپ حج نہ کر سکے تھے۔ مکہ میں بھی نہ جا سکتے تھے۔ حضور انور نے فرمایا اگر ساری سہولتیں میسر ہوں تو زندگی میں ایک دفعہ حج کر لینا کافی ہوتا ہے۔ لیکن حج کرنا صرف ان لوگوں پر فرض ہے۔ جن کو ہر قسم کی سہولتیں میسر ہوں، کرایہ کے پیسے بھی ہوں، راستے کے کوئی خطرات نہ ہوں تو پھر تم حج کر لو، اچھی بات ہے، لیکن اگر راستے میں روکیں ہوں تو پھر حج نہ کرو تو کوئی بات نہیں۔

ایک بچی نے سوال کیا آپ کتنی زبانیں جانتے ہیں۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کوئی بھی نہیں آتیں، اچھی طرح صرف اردو آتی ہے اور کچھ انگریزی آتی ہے، عربی کو بھی تھوڑا بہت سمجھ جاتا ہوں۔

❁......ایک بچی نے سوال کیا آپ کا پسندیدہ جانور کون سا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا سارے جانور ہی اچھے ہوتے ہیں۔ حضور انور نے پوچھا کہ تمہیں کون سا جانور پسند ہے؟ کیا تم نے گھر میں کوئی جانور وغیرہ رکھا ہوا ہے؟ بچی نے جواب دیا کہ اسے چھوٹا کتا پسند ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگر شکار کے لئے رکھنا ہے تو ٹھیک ہے، اسی طرح حفاظت کے لئے رکھنا ہے تو ٹھیک ہے، ورنہ شوق کے لئے کوئی ضرورت نہیں۔

❁......ایک بچی نے عرض کیا کہ حضور نے فرمایا تھا کہ چہرے پینٹ (Paint) نہیں کرتے، اس لئے ہم احمدی بچے بھی نہیں کرتے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا بڑی اچھی بات ہے۔

❁......ایک بچی نے عرض کیا حضور! آپ نے فرمایا تھا کہ نماز بہت ضروری ہے، میں بھی نماز پڑھتی ہوں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: ماشاء اللہ

❁......ایک بچی نے عرض کیا حضور نے خطبے میں فرمایا تھا کہ بچوں کو پیاری پیاری کہانیاں سنانی چاہئے۔ میری امی مجھے نبیوں اور صحابہؓ کی کہانیاں سناتی ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا بہت اچھا کرتی ہیں۔ ماشاء اللہ۔

❁......ایک بچی نے بتایا کہ گزشتہ سال جب آپ جلسہ جرمنی پر آئے تھے تو آپ نے بچوں کی طرف آکر ہاتھ ہلایا، جس پر مجھے آنسو آگئے تھے۔ اس پر حضور انور نے ازراہ شفقت فرمایا بیٹھ جاؤ، کہیں دوبارہ آنسو نہ آجائیں۔

❁......ایک بچی نے کہا کہ پیارے حضور! ناصرات بہت خوش ہیں کہ آپ ڈنمارک تشریف لائے ہیں۔

❁......ایک بچی نے بتایا کہ جب وہ پانچ سال کی تھی تو قادیان گئی تھی اور اب وہ نو سال کی ہے۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ اب قادیان بہت بدل گیا ہے، چار سال میں بہت بدل گیا ہے اس لئے دوبارہ ضرور جاؤ۔

❁......ایک بچی نے بتایا کہ اس کے کمرے میں حضور انور کی تصویر ہے، جسے وہ دیکھتی رہتی ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا جب نماز پڑھو تو تصویر سامنے نہیں ہونی چاہئے بلکہ پیچھے ہونی چاہئے۔

ناصرات کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ کلاس آٹھ بجکر پینتالیس منٹ تک جاری رہی۔

....

تقریب آمین

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد تشریف لے آئے اور پروگرام کے مطابق تقریب آمین کا انعقاد ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل دس بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔

عزیزم فراز احمد، رامین چیمہ، عزیزم فارس احمد، عزیزہ شائلہ کافی خان، عزیزہ ملیحہ وقاص، عزیزہ عائشہ مظفر، عزیزہ تزئین محمود، عزیزہ ملائکہ قدوس، عزیزہ ماہ نور قدوس، عزیزہ ماہین شہزاد۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

....

9رمئی 2016ء بروز سوموار

....

صبح سوا چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد نصرت جہاں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک، خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔ حضور انور دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

دفتری ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق سوا ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے۔ محترمہ منیرہ کرو صاحبہ اہلیہ کمال کرو صاحب مرحوم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے دفتری ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ موصوفہ ڈینش ترجمہ قرآن پر نظر ثانی اور چیکنگ کا کام کر رہی ہیں۔ موصوفہ نے اپنے کام کے حوالہ سے مختلف امور میں حضور انور ایدہ اللہ سے رہنمائی حاصل کی۔ یہ ملاقات قریباً 25 منٹ جاری رہی۔

بعد ازاں مکرم محمد زکریا خان صاحب امیر و مبلغ انچارج ڈنمارک نے دفتری ملاقات کا شرف پایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مختلف امور اور معاملات کے بارہ میں ہدایات سے نوازا۔

دو بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد نصرت جہاں'' میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نماز کی دائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

....

حضور انور کے اعزاز میں ہلٹن ہوٹل میں استقبالیہ تقریب

آج جماعت احمدیہ ڈنمارک نے Hilton ہوٹل میں ایک استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس تقریب میں شرکت کے لئے ساڑھے پانچ بجے اپنی رہائشگاہ سے ہوٹل تشریف لے گئے۔ کوپن ہیگن ایئر پورٹ کے بالمقابل یہ ہوٹل واقع ہے۔

پانچ بج کر 35 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اِس ہوٹل میں تشریف آوری ہوئی۔

تقریب میں شامل بعض معزز مہمانوں کے ساتھ باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو

پروگرام کے مطابق تقریب کے آغاز سے قبل بعض مہمان حضرات کا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات کا پروگرام تھا۔ ان مہمانوں میں آنریبل Ulla Sandbaek صاحب ممبر پارلیمنٹ، آنریبل Ian Messmann ممبر پارلیمنٹ، آنریبل Josephine Fock ممبر پارلیمنٹ، ایمبیسڈر آف بیلجیم Pol De Witte اور منسٹر فار کلچرل افیئرز اینڈ منسٹر فار Ecclesiastical افیئرز H.E. Mr. Bertel Haarder شامل تھے۔ اور یہ سبھی مہمان کانفرنس روم میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آمد کے منتظر تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل میں تشریف آوری کے بعد کانفرنس روم میں تشریف لے آئے اور مہمانوں سے تعارف حاصل کیا۔

❁......ایک ممبر پارلیمنٹ نے عرض کیا کہ ایک تو مَیں حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کرنا چاہتی ہوں اور یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ ڈینش لوگ اسلام کے بارہ میں جاننا چاہتے ہیں۔ ان کو حقیقی اسلام کا پتہ نہیں۔ مَیں چاہتی ہوں کہ آپ ویڈیو پر ان کو کوئی پیغام دیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اسلام کا مطلب امن ہے۔ جو امن کے خلاف ہیں وہ اسلام کو ماننے والے نہیں ہیں۔ جو انتہا پسند ہیں ان کا اسلام سے تعلق نہیں ہے وہ اسلامی تعلیم کے خلاف کر رہے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بانی جماعت احمدیہ نے اسلام کی جو اصل اور حقیقی تعلیم ہم تک پہنچائی ہے وہ آپؑ نے قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی سیکھی ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی تعلیمات ہیں اور مَیں اسی اسلام کو جانتا ہوں جو پُر امن، سلامتی اور محبت والا اسلام ہے۔

❁......**ممبر پارلیمنٹ نے سوال کیا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اسلام میں ارتداد کی سزا ہے۔**

اس پر **حضور انور نے فرمایا** کہ ایسا نہیں ہے۔ قرآن کریم میں ہے ''لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ'' کہ دین میں، مذہب میں کوئی جبر نہیں ہے۔ مذہب اختیار کرنے اور چھوڑنے کے معاملہ میں ہر انسان آزاد ہے۔ قرآن کریم میں ارتداد کی کوئی سزا نہیں ہے۔ مذہب تبدیل کرنے والے کو مارنا یہ بالکل اسلام کے خلاف ہے۔ اسلام تو امن، سلامتی، رواداری اور بھائی چارہ کا مذہب ہے۔ محبت و پیار کا مذہب ہے۔

حضور انور نے فرمایا: میرے لئے انسانی اقدار سب سے اہم ہیں۔ باقی چیزوں پر انسانی اقدار کو اہمیت دینی چاہئے۔ اور ہر ایک کے ساتھ بلا تمیز مذہب و ملّت، رنگ و نسل محبت و پیار کے ساتھ پیش آنا چاہئے اور ہر ایک کے حقوق کا خیال رکھنا چاہئے۔

اس پر ممبر پارلیمنٹ نے کہا آپ کا پیغام بہت پیارا پیغام ہے جو مَیں پوری دنیا میں پھیلانا چاہتی ہوں۔ مجھے علم تھا کہ اصل اور صحیح اسلام یہی ہوگا جو حضور انور نے بیان کیا ہے۔

❁......**ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ** مَیں 4 مئی بدھ کو لندن سے یہاں آیا تھا اور گرم موسم دیکھا ہے۔ یہاں کے لحاظ سے یہ گرم موسم ہے۔ جب جاؤں گا تو پھر نارمل ہو جائے گا ورنہ عموماً یہاں درجہ حرارت 14 ڈگری رہتا ہے۔

❁......ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہمارا جو ماٹو ہے ''محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں'' یہ اسلامی تعلیم کے مطابق ہے۔

❁......ایک دوسرے سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِيْمَانِ'' وطن سے محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ ہر احمدی جہاں بھی ہے اپنے وطن سے محبت کرتا ہے۔ یہاں ڈنمارک میں بھی جب کسی احمدی کو نیشنیلٹی مل جاتی ہے تو وہ اس ملک کا باقاعدہ شہری بن جاتا ہے۔ اُس پر فرض ہے کہ اپنے ملک کی خدمت کرے اور ملک کی بہتری اور ترقی کے لئے کام کرے اور اپنے ملک کی خدمت کرے اور یہ نہیں کہ اپنا مذہب چھوڑ دے۔ اپنے مذہب پر رہتے ہوئے ملک کی ترقی کے لئے کام کرتا رہے۔ یہی صحیح

انٹگریشن (Integration) ہے۔

❁......**ایک ممبر پارلیمنٹ نے سوال کیا کہ کیا آپ دوسری مذہبی تنظیموں سے ملیں گے۔** اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اگر وہ دوسرے ملنے کے لئے تیار ہیں تو مَیں بھی تیار ہوں۔ آپ کلچرل افیئرز کے منسٹر ہیں اگر آپ آرگنائز کریں۔ لیکن وہ ہم سے ملنے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم (احمدی) مسلمان نہیں ہیں، ہم نے اسلام کی تعلیم چھوڑ دی ہے۔

❁......**جہاد کے حوالہ سے ایک سوال پر حضور انور نے** فرمایا کہ جہاد کے معانی محنت اور کوشش کے ہیں، اسلام کی اصلی، حقیقی اور پُر امن تعلیم پہنچانے کے ہیں۔ امن و محبت کا پیغام دو، یہ جہاد ہے۔ اس زمانہ میں تو تلوار کا جہاد نہیں ہے۔ اس زمانہ میں اسلام کے خلاف کوئی بھی تلوار نہیں اٹھا رہا۔ کوئی اپنے ہتھیاروں کے ساتھ اسلام پر حملہ آور نہیں ہے۔ اس دور میں قلم کا جہاد ہے۔ اسلام پر میڈیا اور لٹریچر کی اشاعت کے ذریعہ حملہ ہو رہا ہے تو اس کا جواب بھی اسی صورت میں دیا جانا چاہئے۔

❁......**ایک ممبر پارلیمنٹ نے سوال کیا کہ جماعت احمدیہ کب اور کس طرح شروع ہوئی۔**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ اسلام پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ اسلام کا صرف نام رہ جائے گا۔ اسلام کی تعلیمات بھلا دی جائیں گی اور ان پر عمل نہیں ہوگا۔ جب ایسا زمانہ آئے گا تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی ہدایت کے لئے مسیح موعودؑ اور امام مہدیؑ کو مبعوث فرمائے گا جو سب بنی نوع انسان کو ایک ہاتھ پر جمع کرے گا۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ اس پیشگوئی کے مطابق جس مسیح اور مہدی نے اسلام کے احیائے نو کے لئے آنا تھا وہ آچکا ہے اور تمام نبیوں کے لباس میں آیا ہے۔ ہمارے نزدیک حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی وہ امام مہدی اور مسیح موعود ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کے قیام کا آغاز انڈیا میں صوبہ پنجاب کے ایک گاؤں قادیان سے ہوا۔ آپؑ نے 1889ء میں دعویٰ کیا اور جماعت احمدیہ قائم فرمائی اور 1908ء میں آپؑ کی وفات ہوئی۔

آپؑ کی وفات کے بعد خلافت کا نظام شروع ہوا اور مَیں آپؑ کا پانچواں خلیفہ ہوں۔

حضور انور نے فرمایا کہ دوسرے مسلمانوں میں اور ہم میں یہ بڑا فرق ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ آنے والا مسیح و مہدی آچکا ہے۔ دوسرے کہتے ہیں ابھی نہیں آیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کا آغاز 1889ء میں ہوا اور ہمارا مشن یہ ہے کہ ہم نے تمام مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر جمع کرنا ہے۔ اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیمات کا پیغام دوسروں تک پہنچانا ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانو اور اس کے حقوق ادا کرو اور ہر انسان دوسرے انسان کے حقوق ادا کرے۔ ایک دوسرے کی عزّت کرو اور احترام سے پیش آؤ۔ بنی نوع انسان کی خدمت کرو اور ایک دوسرے کا خیال رکھو۔ یہ وہ پیغام ہے جو ہم ہر جگہ پہنچا رہے ہیں اور ہم ہر جگہ مشنری ورک کر رہے ہیں۔ اسلام کا پیغام پہنچانے کے علاوہ انسانیت کی بھلائی کے لئے بھی کام کر رہے ہیں۔ ہم نے افریقہ میں سکول کھولے ہیں۔ ہسپتال بنائے ہیں۔ پینے کا صاف پانی مہیا کیا ہے۔ سولر سسٹم کے ذریعہ بجلی مہیا کر رہے ہیں اور بہت سے رفاہ عامہ کے دوسرے کام اور پراجیکٹ کر رہے ہیں اور بنیادی انسانی ضرورتیں پوری کر رہے ہیں۔

اب یہ جماعت جس کا آغاز 1889ء میں ہوا تھا۔ دنیا کے 207 ممالک میں پھیل چکی ہے۔ ڈنمارک میں ابھی تعداد کم ہے۔ افریقہ کے ممالک میں بہت بڑی تعداد ہے جو لاکھوں میں ہے۔

پاکستان میں ہمارے خلاف پرسی کیوشن ہو رہی ہے اور حکومت کی طرف سے ہمارے خلاف قوانین بنے ہوئے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود وہاں ایک بڑی تعداد ہے۔ انڈونیشیا، ملائشیا، مسلم ممالک ہیں۔ ان میں حکومت کی طرف سے کوئی قانون تو نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم ان ممالک میں کھل کر تبلیغ نہیں کر سکتے۔ لیکن اس کے باوجود ان ممالک میں پھیل رہے ہیں اور ترقی کر رہے ہیں۔

ہر سال پانچ لاکھ سے زیادہ لوگ جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ پاکستان میں 1974ء میں ہمارے خلاف قانون بنا۔ اس کے بعد 1984ء میں اُس وقت کے پاکستان کے ڈکٹیٹر ضیاء الحق نے جماعت کے خلاف بڑے سخت قوانین بنائے جن کے مطابق احمدی اپنے عقیدہ کے مطابق عمل نہیں کر سکتے۔ السلام علیکم نہیں کہہ سکتے، اپنی مسجد کو مسجد نہیں کہہ سکتے۔ بچوں کے مسلم نام نہیں رکھ سکتے۔ کوئی بھی ایسا طریق جس سے اسلامی عقائد کا اظہار ہوتا ہو وہ ہم نہیں کر سکتے۔ السلام علیکم کہیں تو تین سال جیل کی سزا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہمارے خلاف ملکی سطح پر قانون صرف پاکستان میں ہے۔

انڈونیشیا، ملائشیا میں حکومت کی طرف سے ملکی سطح پر ہمارے خلاف کوئی قانون، Law نہیں ہے۔ لیکن لوکل لیول پر ہماری مساجد کو سِیل (Seal) کر دیتے ہیں۔ ہماری مساعی کو روک دیتے ہیں۔ بعض اوقات لوکل پولیس کی طرف سے بھی ہمارے لئے مشکلات پیدا کی جاتی ہیں۔ تین چار سال قبل ہمارے تین لوکل انڈونیشین احمدیوں کو انڈونیشیا میں بڑی بیدردی سے مار مار کر شہید کر دیا گیا۔ اس پر حکومتی انتظامیہ کی طرف سے یہ جواب ملتا ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت آپ کو پسند نہیں کرتی، آپ کے حق میں نہیں ہے، اس لئے ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ تو یہ جواب حکومتی انتظامیہ کی طرف سے ملتا ہے۔

نائیجیریا کے ذکر پر حضور انور نے فرمایا کہ نائیجیریا میں بڑی کمیونٹی ہے جو بڑھ رہی ہے اور تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ تمام مسلمان ممالک میں ہماری جماعت ہے۔ غانا، سیرالیون، فرانکوفون ممالک، مالی، بورکینا فاسو، بینن وغیرہ میں ہم پھیل رہے ہیں اور ہماری تعداد میں مسلسل اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

انڈونیشیا میں ہم لاکھ ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ ہیں۔ وہاں کی آبادی دو سو ملین ہے۔ ہماری تعداد بہت کم ہے لیکن ہماری تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ملائشیا میں عیسائیوں کو ان کے حقوق نہیں مل رہے۔ وہ لفظ ''اللہ'' نہیں کہہ سکتے۔ اسے استعمال نہیں کر سکتے جو کہ غلط ہے۔ اللہ تو سب کے لئے ہے۔ ہر مذہب کے لئے ہے، ہر مذہب کا حق ہے کہ اس لفظ ''اللہ'' کو استعمال کرے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ان سب باتوں کی وجہ سے مسیح موعودؑ کا آنا ضروری تھا۔

❁......بیلجیم کے ایمبیسڈر H.E. Pol De Witte کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: بیلجیم میں آپ کے ایئرپورٹ پر جو سانحہ ہوا مجھے اس کا افسوس ہے۔ وہاں ہماری جماعت نے حکومت سے اظہارِ ہمدردی کیا تھا اور حکومتی انتظامیہ کی طرف سے اسے سراہا گیا تھا۔

حضور انور نے فرمایا کہ بیلجیم میں دو ہزار سے زائد ہماری کمیونٹی ہے اور وہاں ہمارے تین سنٹرز ہیں۔ برسلز میں جماعت کی مرکزی مسجد مکمل ہو رہی ہے۔ وہاں ہمارے سب سیاستدانوں سے اچھے تعلقات ہیں۔ بیلجیم میں مقیم احمدی افراد اپنے ملک کے وفادار ہیں۔ احمدی احباب جس ملک میں بھی جا کر مقیم ہوتے ہیں اس ملک کے وفادار ہوتے ہیں۔

❁......ترکی کا ذکر ہونے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ترکی میں بھی ہماری کمیونٹی ہے لیکن ہم وہاں ابھی کھل کر تبلیغ نہیں کر سکتے۔

❁......خاتون ممبر پارلیمنٹ نے کہا کہ جس طرح آپ لوگوں کی مخالفت ہو رہی ہے اسی طرح شروع میں عیسائیوں کی مخالفت ہوئی تھی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: ٹھیک ہے۔

یہ میٹنگ چھ بجکر پچیس منٹ تک جاری رہی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل کے ہال میں تشریف لے آئے۔

حضور انور کی آمد سے قبل تمام مہمانِ کرام اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے تھے۔

....

استقبالیہ تقریب کا باقاعدہ آغاز

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہؤا۔ مکرم محمد اکرم محمود صاحب مبلغ سلسلہ ڈنمارک نے سورۃ المائدہ کی آیات 8 تا 10 کی تلاوت کی اور مکرم بلاج بٹر صاحب نے ان آیات کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔

بعد ازاں مکرم محمد زکریا خان صاحب امیر و مبلغ انچارج ڈنمارک نے اپنا استقبالیہ ایڈریس پیش کیا۔ اور اس کے بعد بعض مہمان حضرات نے اپنے ایڈریسز پیش کئے۔

مختلف مہمانوں کے ایڈریسز

☆ **سب سے پہلے آنریبل Holger Schou Rasmussen صاحب جو Lolland کے میئر ہیں نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:**

میں اس پروگرام میں مدعو کئے جانے کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ Lolland میونسپلٹی کا میئر ہونے کی حیثیت سے یہ بڑے اعزاز کی بات ہے کہ میں حضورِ انور کو ڈنمارک میں خوش آمدید کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ ایسی مذہبی آوازوں کی جو امن، برداشت اور خیر سگالی کی بات کرتی ہوں پذیرائی کرنی چاہئے اور آجکل خوف اور عدم اعتماد کی فضا میں اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ یہ وہ چیلنجز ہیں جن کا ہم سب کو سامنا ہے اور ہم سب کی یہ ذمہ داری ہے کہ ان چیلنجز کا مقابلہ کریں۔ میں بہت خوش ہوں کہ ڈنمارک کی سب سے پرانی مسلم جماعت اس پروگرام کا انعقاد کر رہی ہے۔ یہاں آپ دیگر مذاہب کے نمائندوں کے ساتھ بیٹھے ہیں جن میں یہودی، عیسائی، بدھ اور مسلمان شامل ہیں۔ یہ علاقہ مکمل مذہبی آزادی دیتا ہے اور مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے امن سے رہتے ہیں اور ان کے باہمی تنازعات نہیں ہیں۔ آپ کے خلیفہ کی امن اور محبت پھیلانے کی خواہش بھی اسی بات کی عکاسی کرتی ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ آپ لوگوں کو ناکسکو میں مسجد کے لئے جگہ مل گئی ہے۔ ہمیں فخر ہے کہ آپ ہمارے معاشرے کا حصہ ہیں۔ دعوت دینے کا بہت شکریہ۔

☆ **اس کے بعد ایک خاتون ممبر آف پارلیمنٹ آنریبل Ulla Sandbek نے جن کا تعلق Alternative Party سے ہے اپنے ایڈریس میں کہا:**

دعوت دینے کا بہت شکریہ ! مجھے یہاں آکر بہت خوشی ہوئی ہے اور میں بڑی شدت سے اس تقریب کے اہم ترین خطاب کا انتظار کر رہی ہوں۔ آج دنیا بے انتہا مشکلات سے دو چار ہے اور ہمیں نہیں معلوم کہ ہماری تہذیب و تمدن قائم رہے گا یا نہیں کیونکہ اسے ہر طرف سے مشکلات کا سامنا ہے۔ یہ بہت ضروری ہے کہ مذہبی رہنما امن، اتحاد کے بارے میں بات کریں اور بتائیں کہ ہم سب کا تعلق نسلِ انسانی سے ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آج کل پوپ بھی معمول سے ہٹ کر محبت، پیار اور اتحاد کی بات کر رہا ہے۔ اور مجھے خوشی ہے کہ حضورِ انور بھی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں امن کی بات کریں گے۔ مجھے خوشی ہے کہ اسلام میں بھی کوئی آواز سامنے آئی ہے جو امن، محبت اور ہم آہنگی کی بات کرتی ہے۔ پس میں آج شام یہاں خلیفہ کی آواز سننے آئی ہوں تا کہ میں اس پیغام کو آگے دنیا میں پھیلاؤں اور دنیا کے امن کے لئے میں بھی اپنا معمولی حصہ ڈال سکوں۔ میں حضورِ انور کی بہت شکرگزار ہوں کہ وہ یہاں تشریف لائے ہیں۔

☆ **بعد ازاں ممبر آف پارلیمنٹ آنریبل Yen Missmen جن کا تعلق Danish Peoples Party سے ہے انہوں نے اپنے ایڈریس میں کہا:**

آپ کا بہت شکریہ۔ خواتین و حضرات، عزت مآب حضرت مرزا مسرور احمد! آج میں اپنے نقطہ نظر سے ہٹ کر بات کروں گا۔ مجھے یہاں احمدیہ مسلم جماعت کے پروگرام میں شرکت کر کے بہت خوشی ہوئی ہے۔ بطور ڈینش ممبر آف پارلیمنٹ اور ڈینش پیپلز پارٹی سے تعلق رکھنے کے میں احمدیہ جماعت کے اس پروگرام میں شامل ہونا اعزاز کی بات سمجھتا ہوں۔

موصوف نے کہا: جب میں نوجوان تھا تو یہاں ڈنمارک میں مسلمان نہ تھے اور شاذ ہی آپ کسی غیر ملکی کو دیکھتے تھے۔ میں 1971ء میں ڈینش ایئر لائن سے منسلک ہوا۔ اس وقت Egypt ایئر لائن کے پاس جہازوں کی کمی تھی تو وہ ہمارے طیارے استعمال کرتے تھے۔ میں اُن دنوں میں قاہرہ میں مقیم تھا اور وہاں مصر کے مسلمانوں کے روزمرہ رہن سہن کا اندازہ ہوا۔ میں اہرامِ مصر سے چند سو میٹر کے فاصلہ پر ایک ہوٹل میں قیام پذیر تھا جہاں بہت سے افراد سے تعلق رہا۔ وہاں سے کافی تعداد میں جہاز حاجیوں کو لے کر جاتے تھے۔ خوشی سے معمور تمام مسلمان سفید لباس پہنے ہوئے ہوتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ جب جہاز چلنے لگتا تھا تو ایک شخص دعا پڑھتا تھا اور دیگر 178 مسافر اس کے پیچھے الفاظ دہراتے تھے۔ میں روزانہ یہ دعا سنتا تھا اور پھر کچھ عرصہ بعد میں بھی اس دعا میں شامل ہونے لگا۔ فلائٹ اناؤنسمنٹ میں یہ الفاظ دہراتے ہوئے مجھے عجیب لگا لیکن سب نے اسے پسند کیا۔ میں یہ الفاظ دہرایا کرتا تھا، لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ۔ اِنّ الحمد والنعمة لک والملک لاشریک لک۔ وہ دَور بہت اچھا تھا۔ مگر اب حالات بدل گئے ہیں۔ ڈنمارک میں اور یورپ میں بہت سے مسلمان آچکے ہیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ ہم سب باہمی ہم آہنگی اور پیار محبت سے رہیں۔ ایک مرتبہ پھر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس پروگرام میں مدعو کیا۔ حضورِ انور اور آپ سب کا جو یہاں آئے ہیں، شکریہ۔

☆ **بعد ازاں The Alternative پارٹی سے تعلق رکھنے والی ممبر پارلیمنٹ آنریبل Josephine Fauk نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:**

میں حضور اور دیگر سامعین کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میں حضورِ انور کو یہاں ڈنمارک میں خوش آمدید کہتی ہوں۔ حضورِ انور 11 سال بعد ہمارے دارالحکومت میں آئے ہیں جو ہمارے لئے بڑی سعادت کی بات ہے۔

موصوفہ نے کہا: میں سمجھتی ہوں کہ مختلف مذاہب اور سیاسی اور سول سوسائٹی کے مختلف گروپس کے درمیان تبادلۂ خیالات کی بہت ضرورت ہے۔ آجکل کے حالات جہاں نسلی، مذہبی، سیاسی گروپ اور ملکوں کے باہمی اختلاف

عروج پر ہیں اور خاص کر ہجرت کر کے آنے والوں کے حوالہ سے مسائل ہیں، ان سب کا مقابلہ کرنے کے لئے بہت ضروری ہے کہ مذہبی رہنما معاشرے میں دیگر تنظیموں سے بات چیت کریں۔ میں حضورِانور سے بہت متأثر ہوں اور آپ کی امن اور ہم آہنگی پھیلانے، سٹیٹ اور مذہب کو الگ رکھنے اور آزادیٔ رائے اور ڈائیلاگ کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے کی گئی کاوشوں سے آگاہ ہوں۔

یوکے کی طرح ڈنمارک میں بھی ایک بڑی مسلم کمیونٹی موجود ہے جو معاشرے میں اپنا حصہ ڈال رہی ہے۔ ہمیں بطور سیاستدان مذہبی اور نسلی گروہوں کی باہمی ہم آہنگی کے لئے کام کرنا چاہئے۔ میں ایک مرتبہ پھر حضورِانور کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ یہاں ڈنمارک میں تشریف لائے اور شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے یہاں مدعو کیا۔

☆ اس کے بعد His Excellency, Mr Bertel Haarder جوکہ Minister for Cultural Affairs and the Minister of Ecclesiastical Affairs ہیں انہوں نے اپنے خطاب میں کہا:

میرے لئے بطور منسٹر آف کلچر اور چرچ آج اس پروگرام میں شرکت کرنا اور حضورِانور کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کرنا بڑے اعزاز کی بات ہے۔ میری ذمہ داریوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ میں ڈنمارک میں مختلف مذاہب اور اعتقادات سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں ہم آہنگی اور امن بڑھانے کے لئے کوشش کروں۔ ڈنمارک میں 160 مختلف مذہبی گروپس رجسٹرڈ ہیں اور ان تمام کو مذہبی آزادی حاصل ہے۔ ان میں سے بہت سی تنظیموں کے اپنے سکول، قبرستان وغیرہ ہیں۔ لیکن میں اس بات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ ان تمام میں احمدیہ جماعت ایک خاص مقام رکھتی ہے کیونکہ یہ مقامی معاشرے میں گھل مل گئے ہیں۔ گزشتہ 50 سال سے آپ ہمارے ساتھ پر امن طریق پر ڈنمارک میں رہ رہے ہیں۔

مَیں خوش ہوں کہ حضورِانور اور آپ کی جماعت کھلے دل سے ہمیں خوش آمدید کہتے ہیں اور آپ 'محبت سب کے لئے' پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ پیغام بظاہر شاید چھوٹا معلوم ہو لیکن یہ ہرگز چھوٹا نہیں ہے۔ یہ انتہائی ضروری پیغام ہے اور میرے یہاں آنے کا مقصد بھی یہی ہے۔ مجھ سمیت یہاں آنے والے بہت سے افراد حضورِانور کو امن اور ڈائیلاگ کے لئے خدمات پر سلام پیش کرنے آئے ہیں۔

احمدیہ جماعت 1889 میں قائم کی گئی۔ اس جماعت کے بانی مرزا غلام احمد ملہم من اللہ تھے۔ آپ نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین تھے بلکہ مسیحِ موعود بھی تھے، جن کا مومنین انتظار کر رہے تھے۔ جماعت احمدیہ کے مطابق جہاد لڑنے جھگڑنے کا نام نہیں بلکہ اصل جہاد تو محبت سے کیا جاتا ہے۔ آج ڈنمارک میں 160 مختلف مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے گروپ موجود ہیں اور میں اس بات کا اظہار کرنے میں فخر کرتا ہوں کہ احمدیہ مسلم جماعت ان سب میں امن اور پیار کو فروغ دینے اور نفرت کے خلاف کام کرنے میں سب سے آگے ہے اور میں اس کے لئے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس مشکل دور میں جب دنیا میں دہشت گرد حملے ہو رہے ہیں، ہم یہی چاہتے ہیں۔ خاص کر اس وجہ سے ان میں سے اکثر حملے اسلام کے نام پر کئے جا رہے ہیں۔ یہ بہت اہم ہے کہ یہاں اسلام کی جو تعلیم پیش کی جا رہی ہے وہ بالکل مختلف ہے۔ اس کے لئے آپ سب کا شکریہ۔

مہمانوں کے ایڈریسز کے بعد چھ بجکر پچاس منٹ پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حاضرین سے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔

....

خطاب حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تمام معزز مہمانِ کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ سب سے پہلے تو اس موقع پر میں تمام مہمانوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کروں گا جنہوں نے براہِ مہربانی ہماری آج کی اس تقریب کی دعوت قبول کی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جماعت احمدیہ مسلمہ اسلام کا ایک فرقہ ہے جس کا مطمحِ نظر اور مقصد بڑا واضح ہے۔ ہم انسانیت کو اس کے خالق خدائے عزّ وجل کے قریب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم لوگوں کو حقوق العباد، ایک دوسرے کے ساتھ پیار، محبت اور عزت کے ساتھ پیش آنے کی ضرورت کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ اور ہم دنیا میں حقیقی اور دیرپا امن کے قیام کی خواہش رکھتے ہیں اور اس کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ ہم احمدی مسلمان یقین رکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ مسلمہ کے بانی وہی مسیح موعود اور امام مہدی ہیں جن کے متعلق قرآن اور اسلام کے پیغمبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ قرآن کریم اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اُن علامتوں کے بارہ میں بھی پیشگوئی فرمائی جن سے مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ثبوت ملنا تھا۔ اور ہمارا یقین ہے یہ تمام علامتیں ہماری جماعت کے بانی کے دعویٰ کے حق میں پوری ہو چکی ہیں۔ بعض علامتوں کا تعلق مسیح موعود اور مہدی معہود کے زمانہ میں ہونے والی دنیاوی ترقی سے تھا۔ مثال کے طور پر یہ پیش گوئی کی گئی کہ مسیح موعود کو اُس وقت بھیجا جائے گا کہ جب کہ دنیا میں جدید مواصلاتی ذرائع اس حد تک راہ پا چکے ہوں گے کہ دنیا کے مختلف خطوں کے لوگ یکجا ہو جائیں گے اور جب پریس اور میڈیا کا قیام ہو چکا ہوگا۔ پھر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی کی پیشگوئی فرمائی جو مسیح موعود کے نزول کے وقت ظاہر ہونا تھا اور یہ نشان چاند اور سورج گرہن کا تھا جو کہ رمضان المبارک کے مقررہ معینہ دنوں میں لگنا تھا۔ بانیٔ جماعت احمدیہ کے دعویٰ کے پیشِ نظر یہ نشانِ آسمانی بڑی عظمت اور شوکت کے ساتھ 1894ء میں مشرقی کرۂ ارض میں اور 1895ء میں مغربی کرہ ارض میں لفظ بلفظ پورا ہوا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس قرآن مجید اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پیشگوئیوں کو روزِ روشن کی طرح پوری ہوتا دیکھ کر ہم احمدی مسلمان یقین رکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ مسلمہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب آف قادیان ہی مسیح موعود اور امام مہدی ہیں۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ آپ علیہ السلام صداقت کی شمع تھے تا دنیا بھر میں اسلام کی عمدہ اور شاندار تعلیمات کا پرچار کر سکیں۔ آپ نے دنیا کے تمام لوگوں کو اس امر کی طرف متوجہ کیا کہ وہ امن اور سکون کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہیں اور آپ نے اپنی جماعت کو مخلوقِ خدا سے ہمدردی اور رحمدلی کی تاکید کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ''نوعِ انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔''

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

چنانچہ ہمارے عقیدہ کے مطابق اسلام یہی تعلیم دیتا ہے کہ حقوق اللہ کی بجا آوری حقوق العباد کی ادائیگی کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ بلکہ بعض مخصوص حالات میں حقوق العباد کو حقوق اللہ پر ترجیح بھی حاصل ہوجاتی ہے۔ مختصراً یہ کہ اسلام کی یہ شرط ہے کہ انسان صرف تب ہی مسلمان کہلا سکتا ہے جب دوسروں کے حقوق ادا کرے بغیر یہ دیکھے کہ وہ کون ہیں اور ان کے عقائد کیا ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

1908ء میں حضرت اقدس مسیح موعو علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ علیہ السلام کی جانشینی میں خلافت کا نظام قائم ہوا جس کا مقصد یہ تھا اور ہمیشہ رہے گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن اور اسلام کی سچی تعلیمات کو دنیا کے کناروں تک پھیلایا جائے۔

اب میں آپ کے سامنے چند حقیقی اسلامی تعلیمات رکھوں گا اور مذہب کے بارہ میں پائی جانے والی عمومی غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کروں گا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اسلام انسانوں کو ہر قسم کے کینہ اور بغض وعناد سے اجتناب کرتے ہوئے محبت اور باہمی احترام کے جھنڈے تلے متحد ہونے کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام معاشرہ کی ہر سطح پر تمام لوگوں کے مابین عدل و انصاف اور امن کے قیام کو فروغ دیتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کی سورۃ المآئدہ کی آیت 9 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''اے ایماندارو! تم انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے اللہ کے لئے ایستادہ ہو جاؤ، اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کردے کہ تم انصاف نہ کرو۔ تم انصاف کرو، وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے یقیناً آگاہ ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تمام لوگوں کے ساتھ بشمول مخالفین اور دشمنوں کے عدل وانصاف کے ساتھ پیش آنے کا حکم دے رہا ہے۔ پس اسلام کسی بھی صورت زیادتی یا ظلم کی اجازت نہیں دیتا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں مذہبی آزادی اور رواداری کے اعلیٰ ترین میعار قائم کئے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آبائی وطن میں کئی سال کے ظلم وستم کی وجہ سے ہجرتِ مدینہ کے بعد جس انداز سے یہودیوں اور دیگر غیر مسلمانوں کے ساتھ عزت واحترام کا سلوک کیا وہ بھی اس کی ایک اہم مثال ہے۔ مدینہ کے مقامی لوگوں میں سے زیادہ تر نے اسلام قبول کیا اور آپ کو نہ صرف اپنا مذہبی راہنما تسلیم کیا بلکہ ریاست کے راہنما کے طور پر بھی منتخب کیا۔ لیکن اس کے باوجود بھی یہودیوں اور غیر مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد مدینہ میں موجود تھی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاست کے راہنما کے طور پر آزادی اور رواداری کے عالمگیر اصولوں کی بنیاد پر یہودیوں اور دوسرے گروہوں کے ساتھ ایک امن کا معاہدہ کیا جس کے مطابق رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں اور غیر مسلمانوں کو ان کی مذہبی آزادی کی حفاظت کی ضمانت دی۔ تاریخ سے یہ ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاہدہ کی شرائط کی کبھی خلاف ورزی نہیں کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سربراہی میں مذہبی حقوق اور غیر مسلمانوں کی آزادی ہمیشہ برقرار رکھی گئی۔ اس سے ان الزامات کی بڑی وضاحت کے ساتھ تردید ہوتی ہے کہ اسلام مذہب کی بناء پر کی جانے والی تفریق کرتا ہے یا یہود کے ساتھ امتیازی سلوک کی اجازت دیتا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق کی مثال ایک اور موقع پر بھی نظر آتی ہے جب نجران کے شہر سے ایک عیسائی وفد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آیا۔ جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں آیا کہ یہ لوگ عبادت کرنا چاہتے ہیں تو آپ نے انہیں عبادت کے لئے اپنی مسجد مہیا کردی کہ اس میں وہ اپنے رواج اور عقائد کے مطابق عبادت کرسکیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ایک الزام یہ بھی لگایا جاتا ہے کہ اسلام زبردستی تلوار کے زور پر پھیلا ہے۔ یہ اعتراض بھی مکمل طور پر بے بنیاد ہے اور سچائی سے کوسوں دور ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد خلفائے راشدین کے زمانہ میں جو بھی جنگیں ہوئیں وہ محض دفاعی نوعیت کی تھیں جبکہ جنگ ان پر مسلّط کردی گئی تھی۔ اور جب جنگ مسلمانوں پر مسلّط کی گئی تو مسلمانوں نے دیگر مذاہب کے مقامات مقدسہ اور قابل احترام شخصیات کی حفاظت اور تعظیم کی۔ لیکن اس کے باوجود بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج دنیا میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کردار کشی کی جا رہی ہے حتیٰ کہ یہاں ڈنمارک میں بھی چند سال پہلے کارٹون شائع کئے گئے جن کے ذریعہ بانیٔ اسلام رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا استہزاء کیا گیا اور انہیں نعوذ باللہ ایک قابض اور جنگجو حکمران کے طور پر پیش کیا گیا۔ جب کہ حقیقت تو یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تو ہمیشہ سے ایک ہی عزم تھا کہ امن اور انسانی حقوق کو قائم کیا جائے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ نے پہلی مرتبہ اہلِ مکہ کے خلاف دفاعی جنگ کی اجازت دی تو یہ صرف اسلام کی حفاظت کے لئے نہیں بلکہ مذہب کی حفاظت کے لئے دی گئی۔ اسی لئے سورۃ الحج کی آیت 40 و 41 میں میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر ظالموں کو روکا نہ جاتا تو یہ صرف معصوم مسلمانوں پر حملہ کرنے تک محدود نہ رہتے بلکہ وہ بالآخر ہر قسم کے مذہب کو تباہ کر دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں بڑا واضح طور پر فرمایا ہے کہ اگر

اہلِ مکہ کو طاقت کے ذریعہ نہ روکا جاتا تو نہ کوئی گرجا، نہ کلیسا، نہ مندر، نہ مسجد اور نہ ہی اور عبادت کی جگہ باقی رہتی۔ قرآن کریم کی یہ آیات بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کر دیتی ہیں کہ جب مسلمانوں کو دفاعی جنگ کی اجازت دی گئی تو یہ اجازت ملکوں پر قابض ہونے اور ظلم پھیلانے کے لئے نہیں بلکہ تمام مذاہب اور عقائد کی حفاظت کے لئے دی گئی۔ پس اس کے پیشِ نظر ایک سچے مسلمان کے لئے مخالفینِ اسلام کے یہ دعوے شدید دکھ کا باعث بنتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ طاقت کے پیاسے اور اپنی حکومت قائم کرنے کے حریص تھے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز طاقت نہیں چاہی اور نہ کبھی ایسی جنگ کی جس کا مقصد اسلام کو زبردستی پھیلانا اور دوسروں کو زبردستی مسلمان بنانا ہو۔ اس لئے یہ سچے مسلمان کا فرض ہے کہ وہ تمام مذاہب کی خواہ عیسائیت ہو، یہودیت ہو یا کوئی بھی مذہب ہو ان کی حفاظت اور قدر کرے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ تعلیم دی کہ صرف اُن لوگوں کے ساتھ لڑا جائے جو براہِ راست خود جنگ میں شریک ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی سختی کے ساتھ حکم دیا کہ جنگ کے دوران کسی بھی معصوم شخص پر حملہ نہ کیا جائے۔ عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو نشانہ نہ بنایا جائے۔ کسی بھی مذہبی رہنما یا پادری یا مذہبی عبادتگاہ پر حملہ نہ کیا جائے۔ مزید برآں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی کہ کسی کو اسلام قبول کرنے کے لئے ہرگز مجبور نہ کیا جائے۔ اور یہی تعلیم قرآن کریم کی ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ان اعلیٰ تعلیمات کے باجود اس دور میں جو جنگیں لڑی جاتی ہیں ان میں ہم مسلسل ایسے واقعات دیکھ رہے ہیں جہاں اندھادھند فائرنگ یا بمباری کر دی جاتی ہے جن میں معصوم اور نہتّے شہریوں، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو بڑی بے رحمی سے مار دیا جاتا ہے۔ ایسے مسلمان جو اس طرح کے سفاکانہ رویّے اپناتے ہیں وہ صرف اپنے مذہب کو بدنام کر رہے ہیں اور ان کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کی جانی چاہیے۔ لیکن اسلام میں یہ جہالت اور تاریک دور آنا ہی تھا، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حالات کی پیشگوئی فرمائی ہوئی ہے کہ مسلمان کلیۃً اپنے مذہب کی تعلیمات کو بھلا دیں گے۔ یہ ایسا وقت ہونا تھا جب اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمانا تھا جنہوں نے اسلام کو ازسرِنو زندہ کرنا تھا اور ایک پاکباز جماعت کا قیام کرنا تھا جس نے اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل کرنا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پھر یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ غیر مسلم دنیا بھی معصوم ہے اور اس کے سر پر کوئی الزام نہیں ہے۔ یقیناً بعض ایسی غیر مسلم طاقتیں ہیں جو اپنے اس دعویٰ کے باوجود کہ وہ دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے کوشاں ہیں، دنیا کے مختلف حصوں میں ناحق جنگوں کے ذریعہ معصوم عوام پر مظالم ڈھانے اور انہیں قتل کرنے کی ذمہ وار ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بہرحال، یہ سچ ہے کہ آج کی مسلمان حکومتیں ایمانداری، راستبازی اور عدل وانصاف جیسے حقیقی اسلامی اصول پر عمل پیرا نہیں ہیں۔ جہاں اور جب بھی اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل کیا گیا وہاں ہر ایک نے ان اصولوں کی خوبصورتی اور فوائد کو سراہا ہے۔ مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے خلیفہ تھے، کے دور میں اسلام شام تک پھیل گیا اور وہاں اسلامی حکومت قائم ہوئی۔ اس حکومت میں عیسائی شہریوں پر ان کے تحفظ کے لئے ایک ٹیکس عائد کیا گیا تھا۔ لیکن بعد میں جب رومی سلطنت نے اس کا کنٹرول سنبھالا تو مسلمان حکومت نے یہ ٹیکس واپس کر دیا کیونکہ اب مسلمان حکمران ان عیسائیوں کی حفاظت اور ان کے حقوق ادا نہیں کر سکتے تھے۔ مسلمان حکمرانوں کے پاس وہاں سے نکل جانے کے سوا کوئی راہ نہ بچی تھی اور مسلمانوں کو جاتا دیکھ کر وہاں کے غیر مسلم جو مسلمانوں کے زیرِ تسلط رہے تھے وہ بھی غمگین تھے۔ انہوں نے بڑے جذباتی انداز میں مسلمانوں کو واپس آنے کی التجا کی اور اس کے لئے بھرپور دعائیں کیں۔ انہوں نے بغیر کسی تردّد کے اس خواہش کا اظہار کیا کہ مسلمان ان پر دوبارہ سے حکومت کریں اور رومن حکومت کی ناانصافیوں سے ان کو محفوظ کریں۔ اس کے بعد جب مسلمان دوبارہ وہاں حاکم بنے تو سب سے پہلے جشن منانے والوں میں غیر مسلم ہی تھے، جو جانتے تھے کہ پھر سے ان کے حقوق قائم کئے جائیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یقیناً ابتدائی مسلمان اپنے تمام امور میں انصاف پسند اور شفاف تھے۔ مثلاً ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ دوسرے خلیفہ تھے، کے پاس ایک معاملہ پیش ہوا، جس میں ایک فریق مسلمان جب کہ دوسرا فریق یہودی تھا۔ ان دونوں کا مؤقف سننے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس یہودی کے حق میں فیصلہ صادر فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اسلام یہ بھی تعلیم دیتا ہے کہ دوسروں کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھنا بہت ضروری امر ہے۔ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی کے ساتھ مذاکرہ کرتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بالا ہے۔ یہ سن کر اُس یہودی شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شکایت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سرزنش فرمائی جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی دوست اور مخلص دوست بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا کہ اس یہودی کے جذبات کا خیال رکھنا چاہئے تھا۔ گو کہ جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا وہ اسلامی تعلیم کے مطابق تھا تاہم پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سمجھایا کہ کسی مسلمان کو یہودی کے سامنے ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جس سے اس کے جذبات مجروح ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تعلیم نہایت عمیق اور مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والوں کے مابین امن قائم کرنے کی بنیاد ہے۔ تاہم آج ہم دیکھتے ہیں کہ آزادی رائے کے نام پر انبیاء اور مذہبی رہنماؤں کا استہزاء کیا جاتا ہے۔ حالانکہ لاکھوں افراد ان کے پیروکار ہوتے ہیں اور ہرگز برداشت نہیں کر سکتے کہ ان کی اس طرح ہتک کی جائے۔ اگر ہم واقعی دنیا میں امن قائم کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے الفاظ اور اعمال کے نتائج کے بارے میں سوچنا ہوگا۔ ہمیں دوسروں کے جذبات اور اقدار کا خیال رکھنا ہوگا۔ اس سے باہم قربتیں بڑھیں گی اور دنیا کے بیشتر حصوں میں جو نفرت اور ناراضگی کی فصیلیں قائم ہوگئی ہیں، انہیں گرانے میں مدد ملے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یقیناً امن کا قیام آج کی اہم اور اشد ترین ضرورت ہے۔ امن کا قیام ہی ہماری اوّلین خواہش اور مقصد ہونا چاہئے۔ اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ چند مسلمانوں کے نفرت آمیز اعمال کا موجودہ تنازعات میں غیر معمولی عمل دخل ہے۔ لیکن یہ بات بالکل واضح ہونی چاہئے کہ اُن کے یہ ظالمانہ فعل اسلامی تعلیمات سے دُوری کا نتیجہ ہیں۔ مزید یہ کہ کئی غیر مسلم طاقتیں بھی ہیں جو کہ اپنی غلط حرکتوں اور سیاستوں کی وجہ سے ان اختلافات کی آگ کو مزید بھڑکا رہے ہیں۔ بہرحال اگر کوئی قرآنِ کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کا تعصب سے پاک ہو کر انصاف کی نظر سے مطالعہ کرے تو وہ جلد ہی جان جائے گا کہ اسلام امن کا مذہب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سرتاپا امن کے خواہاں تھے۔ وہ جان جائیں گے کہ قرآنی تعلیمات دراصل تمام انسانیت سے محبت سکھاتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج ہم ایک ایسے دَور میں ہیں جو دن بدن بدامنی اور بے یقینی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ چنانچہ دنیا کے ہر حصہ میں رہنے والے ہر فرد کے لئے یہ ضروری ہے کہ امن قائم کرنے کے لئے انفرادی سطح پر ذمہ داری اٹھائے۔ دنیا بھر میں اختلاف بدستور بڑھ رہے ہیں اور ہمیں ہرگز یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ ایک حتمی جنگ کے سائے ہمارے سامنے منڈلا رہے ہیں۔ ہم اپنے سامنے گٹھ جوڑ اور بلاکس بنتے دیکھ رہے ہیں اور مجھے خوف ہے کہ ہم پاگلوں کی طرح بغیر سوچے سمجھے تیسری عالمی جنگ کی طرف بھاگتے چلے جا رہے ہیں۔ درحقیقت یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ایسی جنگ کی بنیاد رکھی جا چکی ہے۔ اگر ہم اپنے آپ کو بچانا چاہتے ہیں اور اس سے بھی اہم کہ ہم اگر اپنے بچوں اور آنے والی نسلوں کو جنگ کی اذیت اور اس کے تباہ کُن نتائج سے بچانا چاہتے ہیں تو ہمیں لازماً اپنے خالق کے اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے ہوں گے۔ ہمیں بلاتمیز رنگ ونسل ایک دوسرے کا احترام اور خیال کرنا ہوگا اور ہمیں لازماً ایک دوسرے کے مذہبی اور قومی جذبات کی قدر کرنی ہوگی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مسلمان حکومتیں اپنی رعایا کے لئے ناکام ثابت ہوچکی ہیں اور ان حکومتوں نے ناجائز طور پر اپنی رعایا کے حقوق دبائے ہوئے ہیں اور اسی بات کا انتہاپسند اور دہشت گرد گروہ فائدہ اٹھا رہے ہیں اور طاقت پکڑ گئے ہیں۔ یہ گروہ اب تباہی اور بربادی پھیلا رہے ہیں اور نہ صرف مسلمان دنیا میں بلکہ انہوں نے اپنے جال کو مغرب تک پھیلا دیا ہے۔ چنانچہ اسلام اور مسلمانوں کا خوف جڑ پکڑ چکا ہے اور اس میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ میں ایک مرتبہ پھر یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ان نام نہاد مسلمانوں کے یہ سفّاکانہ اعمال ہرگز اسلامی تعلیمات کی عکاسی نہیں کرتے بلکہ ان کے اپنے خفیہ مقاصد ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جو کچھ میں نے کہا ہے اس کے تناظر میں میں مغربی حکمرانوں اور سیاستدانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور اپنے سیاسی اور معاشی مقاصد کی خاطر مسلمان رہنماؤں سے اچھے تعلقات بنانے کی بجائے، اپنا تمام تر اثر ورسوخ استعمال کرتے ہوئے اور غیر جانبدار بن کر مسلمان حکومتوں کی مدد کریں اور ان کی قیامِ امن کی طرف رہنمائی کریں۔ ورنہ یہ سیاستدان اور حکمران بھی دنیا کے امن کی بربادی میں برابر کے شریک ہوں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ان دنوں یورپ کے رہنے والوں میں خوف اور بے چینی بڑھ رہی ہے کہ گذشتہ سال کے دوران یورپ میں بہت سے مہاجرین داخل ہوگئے ہیں۔ یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ مہاجرین کی ایک بھاری اکثریت نے یورپ میں اس لئے پناہ لی ہے کہ ان کے اپنے ممالک میں اندوہناک

مظالم ڈھائے جارہے ہیں۔ لیکن درحقیقت اپنے ملکوں کے مظالم سے بھاگے ہوئے ان لاکھوں افراد کو جذب کرنے کی کسی بھی ملک بلکہ کسی بھی برِّ اعظم کو سکت نہیں۔ چنانچہ اس کا واحد حل یہی ہے کہ ان کے آبائی ممالک میں امن قائم کرنے کا ایک مستحکم نظام قائم کیا جائے اور ان ممالک میں مظالم کا خاتمہ کیا جائے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں ایک مرتبہ پھر تمام مہمانوں سے اور خاص کر یہاں تشریف لانے والے سیاستدانوں سے اور ملکی شخصیات سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ دنیا کے امن کے قیام کے لئے کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ ورنہ دوسری صورت میں ہونے والی تباہی کا اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ تیسری عالمی جنگ بڑی تیزی سے قریب آرہی ہے اور اگر اسے روکا نہ گیا تو اس کے تباہ کن نتائج نسلوں تک جائیں گے۔ کیونکہ عین ممکن ہے کہ اس جنگ میں جوہری ہتھیار استعمال کئے جائیں۔ ایسی جنگ کے اثرات وہم وگمان سے باہر ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تمام لوگوں کو عقل اور حکمت عطا کرے اور اپنے لامتناہی فضل اور رحم سے ہم سب کی حفاظت کرے اور بنی نوع انسان کو باہم امن اور ہم آہنگی سے رہنے اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ کرے کہ ہم جلد ہی موجودہ تلخ دور سے نکل کر ایک بہتر اور روشن مستقبل میں داخل ہوں جہاں تمام قومیں اور گروہ ایک ساتھ مل کر رہیں اور جہاں پیار، محبت اور انسانیت کا بول بالا ہو۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بہت بہت شکریہ۔

....

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب سات بجکر 25 منٹ تک جاری رہا اور خطاب کے اختتام پر سارا ہال پُرجوش تالیوں سے کافی دیر تک گونجتا رہا۔

اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مہمان حضرات کو تحائف عطا فرمائے اور اس کے بعد دعا کروائی۔

....

پروگرام کے مطابق اس تقریب کے آخر میں تمام مہمانوں نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی معیت میں کھانا کھایا۔

حضورانور کے ساتھ سینٹر ٹیبل پر منسٹر اور دیگر ممبران پارلیمنٹ موجود تھے۔ حضورانور ان کے ساتھ مختلف امور پر گفتگو فرماتے رہے۔ بعض مہمان مختلف جگہوں پر کھڑے ہوکر اپنے کیمروں سے حضور انور کی تصاویر بناتے۔ تقریب کے آخر پر بھی مہمانوں کا ایک تانتا بندھ گیا اور سبھی نے حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ ساتھ ساتھ تصاویر بنائی جاتی رہیں۔

آج کی اس تقریب میں ایک سو بیس سے زائد ڈینش مہمان شامل ہوئے۔

اس تقریب میں ممبرانِ پارلیمنٹ، منسٹرز، میئرز، کونسلرز، سیاستدانوں، پروفیسرز، ڈاکٹرز اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی اہم شخصیات کے علاوہ ڈنمارک میں متعین بیلجیم، مقدونیہ اور بولیویا کے ایمبیسڈرز، امریکن ایمبیسی کے نمائندہ، رشین ایمبیسی کی فرسٹ سیکرٹری اور Fiona Kit Claudi Fron Iversen ریجن کے پولیس ڈائریکٹر بھی شامل ہوئے۔

....

تقریب میں شامل مہمانوں کے تأثرات

آج کی اس تقریب میں شامل ہونے والے بہت سے مہمان اپنے تأثرات اور دلی جذبات کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکے۔ ان مہمانوں میں سے چند ایک کے تاثرات ذیل میں درج ہیں:

❁......ایک مہمان خاتون Lise Simon جو کہ ٹورسٹ یونین کی صدر ہیں نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں بہت خوش ہوں کہ آج رات اس تقریب میں شامل ہوئی۔ خلیفہ کی تقریر بہت شاندار تھی۔ مجھے امید ہے کہ ہم سب امن کے ساتھ مل کر رہ پائیں گے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس طرح کی تقاریب ایک دوسرے کو سمجھنے میں اہم کردار ادا کرسکتی ہیں۔

❁......ایک ڈینش مہمان Sten Hoffman نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: سب سے پہلے تو میں دل کی گہرائیوں سے آپ کا شکریہ ادا کروں گا کہ آپ نے مجھے اس تقریب میں مدعو کیا۔ مسلمانوں کی سچی تعلیم کے متعلق عزت مآب خلیفہ کی تقریر سن کر بہت زیادہ تسکین اور خوشی ہوئی۔ آج کے اس دور میں ایسے پیغام کی نہایت اشد ضرورت ہے۔ اللہ کرے کہ سکینڈے نیویا میں خلیفہ کے الفاظ بہترین رنگ میں سمجھے جائیں۔

❁......ایک مہمان Jonna Hansen نے کہا: آج کی خلیفہ کی تقریر نہایت دلچسپ اور سحر انگیز تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی اس تقریر اور اس سوچ کا مزید گہرائی کے ساتھ مطالعہ کروں۔ یہ ایک معلومات اور اپنے اندر اثر رکھنے والی تقریر تھی جو انسانیت سے ہمدردی رکھنے والے انسان کے خوبصورت خیالات پر مشتمل تھی۔

❁......ناکسکو کے تعلق رکھنے والے ایک ڈینش مہمان Klaus Frost Jensen نے کہا: یہ تقریب بہت اچھی تھی اور عزت مآب خلیفہ کو دیکھنا اور سننا بھی ایک یادگار تجربہ تھا۔

❁......لولینڈ (Lolland) کونسل کے ایک ممبر Leo Christensen بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔ انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: خلیفہ کی تقریر بہت اثر رکھتی تھی۔ مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ لاکھوں احمدی مسلمان بغیر کسی خوف کے محض دنیا میں امن کے قیام کی خاطر ایک روشن مینار کی طرح کھڑے ہیں۔

❁......Lolland کونسل کے ایک اَور ممبر Heino Knudsen نے کہا: اس تقریب میں شامل ہونا میرے لئے نہایت فخر اور اعزاز کی بات ہے۔ میرے نزدیک حضور کا یہ دورہ نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ اس وقت ہمیں امن اور آزادی جیسے امور پر کثرت سے بات کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ لوگ اس وقت مصائب کا شکار ہیں جس کی وجہ سے لوگوں اور ان کے کلچر کے درمیان فاصلے بڑھتے جارہے ہیں۔ خلیفہ عزت مآب نے ان مسائل پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور بڑی وضاحت کے ساتھ بتایا ہے کہ اسلام امن کا مذہب ہے اور بہت ہی پیارا مذہب ہے۔ یہ امر دنیا کے مستقبل کے لئے بہت ہی مفید ہے۔

❁......اس تقریب میں شامل ایک مہمان نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میرے خیال میں یہ ایک بہت اہم تقریر تھی کیونکہ اس میں نہ صرف ڈنمارک بلکہ پوری دنیا کے لئے ایک ضروری پیغام تھا جس کی ہم سب کو ضرورت ہے۔ یقیناً عزت مآب خلیفہ امن پسند اور صلح پسند انسان ہیں۔

❁......ایک مہمان نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ حضور کی تقریر کے بعد میرے میز پر بیٹھے تمام لوگ اسلام کو صحیح سمجھنے کے حوالہ سے بات کررہے تھے۔ لوگ کہہ رہے تھے کہ یہ یقیناً بڑی خوشی کی بات ہے کہ اسلام اس خوبصورت انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ خاص طور پر ڈینش لوگ تو اسلام کے ایک پہلو کو ہی جانتے ہیں۔ یہ لوگ جانتے ہی نہیں اسلام کے اندر مختلف فرقے موجود ہیں جو امن چاہتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ بتانا بہت ضروری ہے۔ مجھے یقین ہے آج اس تقریب میں شامل تمام مہمان ایک نئے عزم کے ساتھ گھر جائیں گے۔

❁......ایک مہمان حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تقریر اور شخصیت سے متاثر ہوکر کہنے لگے: حضور جب یہاں تشریف لائے تو میں نے اپنے اندر ایک سکون محسوس کیا۔ میں نہیں جانتا کہ آپ لوگ خلیفہ کو کس طرح منتخب کرتے ہیں مگر مجھے ان کے اردگرد ایک روشنی دکھائی دی ہے جو بغیر الفاظ کے بہت کچھ کہہ رہی تھی۔ میرے لئے یہ ایک بہت اہم تجربہ تھا۔

❁......ایک مہمان نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے بیان کیا: حضور نے جو باتیں بیان فرمائیں ان پر مجھے یقین کامل ہے۔ یعنی امن کو برقرار رکھیں اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ دوسروں سے وہی سلوک کیا جائے جو ہم اپنے ساتھ ہوتا دیکھنا چاہتے ہیں۔

ایک مہمان دوست نے بیان کیا: مجھے لگتا ہے کہ مذہبی آزادی کا موجود ہونا بہت ضروری ہے تاکہ رواداری کے ساتھ ہر مذہب کے لوگ اکٹھے رہ سکیں اور بغیر تشدد کے ہم کلام ہوسکیں۔ یہ ایک بہت اہم پیغام ہے۔

❁......تقریب میں شامل ایک مہمان نے بیان کیا کہ حضور کا خطاب آزادی، امن اور محبت کی واضح آواز تھی اور میں آج ایک نیا احساس لے کر گھر جاؤں گا کیونکہ آپ کا بیان نہایت واضح تھا۔ آپ نے بار بار ایک ہی پیغام دیا جو کہ میرے نزدیک دنیا کے لئے نہایت اہم ہے۔

❁......ایک مہمان نے اپنے تأثرات کا اظہار ان الفاظ میں کیا: آج کا یہ تجربہ میرے علم میں اضافہ کا موجب بنا۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضور کا پیغام ہماری اور دیگر اقوام کے لئے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ چاہے آپ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں ایک دوسرے کا احترام کرنا نہایت ضروری ہے۔

❁......ایک مہمان نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں نے آج کا خطاب بہت اثر انگیز پایا۔ میرے لیے یہ پہلا موقع تھا کہ میں نے کسی مسلمان راہنما کو خطاب کرتے سنا۔ حضور کی مخصوص مضامین پر رائے بہت دلچسپ تھی اور یہ خطاب نہایت جرأت مندانہ اور خوبصورت تھا۔ مجھے آج کا یہ خطاب سن کر بہت اچھا لگا۔

❁......ایک مہمان نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے بتایا: مجھے امید ہے کہ آج کے خطاب کے بعد لوگوں کی مسلمانوں کے بارہ میں رائے ضرور تبدیل ہوگی۔ اب میں نے اسلام کو بہتر سمجھنے کے لئے ایک قرآن کریم بھی منگوایا ہے جس میں حاشیے بھی موجود ہیں۔ آج کی شام کے بعد مجھے اپنی کم علمی کا احساس ہوا ہے۔

❁......ایک مہمان نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے بیان کیا: میں نے حضور کی شخصیت کو بہت ہمدردانہ پایا۔ آپ نے اپنا خطاب بہت دلکش انداز میں پیش کیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ نے دیگر مقررین کی بات کو بھی بہت غور سے سنا۔ علاوہ ازیں تیسری جنگ عظیم کے بارہ میں آپ کی باتیں بہت بصیرت افروز تھیں جن کو سن کر میں تھوڑا گھبرا بھی گیا تھا مگر آپ کے خطاب سے ہی پھر ایک قسم کی تسکین محسوس ہوئی۔

❁......ایک مہمان دوست نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: حضور نے جس انداز اور فلسفہ سے حالات حاضرہ پر روشنی ڈالی وہ نہایت اثر انگیز اور دلچسپ تھا۔

❁......ایک مہمان نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: کسی بھی تقریب کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اس تقریب کا کوئی نہ کوئی مقصد ہو اور آج کی تقریب کا بھی ایک نہایت اہم مقصد تھا۔ آج اسلام کے نام پر دہشتگردی ہورہی ہے۔ اس لئے ہمیں حضور انور اور آپ جیسے مزید لوگوں کی ضرورت ہے جو اسلام کی حقیقی اور پُرامن تعلیمات کو بیان کرتے ہیں۔ سب کے لئے ان خوبصورت تعلیمات کے متعلق جاننا ضروری ہے۔

❁......ایک مہمان نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: مجھے آج کی تقریب بہت اچھی لگی۔ میرے نزدیک اس عالمی بحران کے وقت ہمیں ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جن کی مذہبی تعلیمات سب کے لئے امن، محبت اور احترام پر مبنی ہوں۔ ڈنمارک میں اسلام کے بارہ میں یہ تصور عام نہیں ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ میرے لئے یہی حقیقی اسلام ہے۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اگر سب کو پتہ لگ جائے کہ یہی حقیقی اسلام ہے تو دنیا کے حالات آج سے بہت مختلف ہوجائیں۔ میں آج حضور کے خطاب سے بہت محظوظ ہوا ہوں۔

❁......ایک ڈینش مہمان نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میری رائے میں حضورانور کا خطاب بہت دلچسپ اور قابل توجہ تھا۔ مجھے حضورانور کی نظر سے ایک بہت مثبت سوچ کے ساتھ نئے انداز میں دنیا کو سمجھنے کا موقع ملا۔ مجھے آپ کی باتیں سن کر بہت سرور اور اطمینان پہنچا ہے۔

❁......مصر کے ایک پروفیسر اس تقریب میں شامل ہوئے۔ حضورانور کا خطاب سن کر کہنے لگے کہ حضورانور نے جو باتیں بیان کی ہیں یہ میرے لئے نئی نہیں ہیں۔ مَیں خود بھی مسلمان ہوں۔ لیکن جس طریقہ سے خلیفہ نے پیش کی ہیں، مَیں نے اپنی زندگی میں اس سے پہلے کبھی نہیں سنیں۔ کاش ہمارے علماء اور لیڈرز اس طریقے سے ان باتوں کو سمجھتے اور پیش کرتے تو آج ہماری یہ حالت نہ ہوتی۔

❁......یونیورسٹی کی ایک پروفیسر نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مَیں نے جو باتیں شروع میں سنیں مجھے بہت اچھی لگیں۔ اس کے بعد مَیں نے سوچا کہ شاید خلیفۃ المسیح ہمیں خوش کرنے کے لئے اپنی اچھی باتیں پیش کررہے ہیں۔ لیکن جب خلیفہ نے ڈینش کارٹونوں کے حوالہ سے بات کی تو مجھے محسوس ہوا کہ یہ بات تو بہت اہم ہے اور بڑا سنجیدہ معاملہ ہے اور ڈینش لوگ اس کو بڑی سنجیدگی سے لیتے ہیں اور اس کے خلاف کوئی بات کرے تو بُرا بھی مناتے ہیں۔ لیکن جب خلیفہ نے اپنی بات مکمل کی تو اس طریق سے مکمل کی کہ اپنی بات سمجھا بھی دی اور کسی نے بُرا بھی نہیں منایا۔

دوسری بات جس نے مجھے بہت متأثر کیا وہ یہ ہے کہ خلیفہ نے اپنے خطاب میں جس عدل وانصاف کا ذکر اور سب دوسروں سے اس عدل کا مطالبہ بھی کیا۔ اس عدل کا انہوں نے اپنے خطاب میں بھی خیال رکھا۔ جہاں پر انہوں نے ویسٹرن حکومتوں کی کمزوریوں کا بھی ذکر کیا تو ساتھ ہی مسلمانوں کی غلطیوں اور ان کی کمزوریوں کی طرف بھی توجہ دلادی اور ایسا صرف ایک حقیقی اور سچے روحانی لیڈر سے ہی ممکن ہوسکتا ہے۔

❁......چرچ کی ایک نمائندہ خاتون نے کہا کہ میرا خلیفۃ المسیح کو ملنے کو دل چاہ رہا ہے۔ جب اسے بتایا گیا کہ خلیفۃ المسیح عورتوں کی عزّت اور احترام میں ان کے ساتھ اپنا ہاتھ نہیں ملاتے تو اس پر وہ کہنے لگی کہ خلیفۃ المسیح کا وجود بہت پاکیزہ اور روحانی وجود ہے۔ مَیں کمزور اور گنہگار ہوں۔ مَیں سوچ بھی نہیں سکتی کہ مجھ جیسے کمزور وجود کا ہاتھ اس روحانی وجود کو چھوئے۔

....

سوا آٹھ بجے یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ ہوٹل سے روانہ ہونے سے قبل ناکسکو سے آنے والے مہمانوں نے حضور انور کے ساتھ گروپ فوٹو بنوانے کی سعادت پائی۔ ناکسکو سے مہمانوں کا ایک بڑا وفد آج کی اِس تقریب میں شمولیت کے لئے بذریعہ بس آیا تھا۔

بعد ازاں یہاں سے روانہ ہوکر پونے نو بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد واپس تشریف لے آئے۔

سوا نو بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد نصرت جہاں'' میں تشریف لاکر نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر واپس تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

مختصر عالمی جماعتی خبریں

مرتبہ: فرخ راحیل۔ مربی سلسلہ

اس کالم میں الفضل انٹرنیشنل کو موصول ہونے والی جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغی وتربیتی مساعی پر مشتمل رپورٹس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

بینن (مغربی افریقہ)

پاراکو ریجن کے گاؤں Borandou میں احمدیہ مسجد کا بابرکت افتتاح

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بینن کو ریجن پاراکو میں بمقام Borandou نئی مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ مسجد کی افتتاحی تقریب مورخہ 23 جنوری 2016ء بروز ہفتہ ہوئی۔ مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بینن نے اپنے 4 رکنی وفد کے ساتھ اس تقریب میں شرکت

کی۔ میئر Bemebreke کے نمائندہ، King of INA، چیف ویلیج، تحصیلدار اور دیگر معززاحباب بھی تشریف لائے اور سب نے جماعت احمدیہ کی فلاحی اور مذہبی خدمات کو سراہا۔

مکرم میاں قمر احمد مبلغ سلسلہ بینن کی مرسلہ رپورٹ کے مطابق Borandou پاراکو شہر سے 85 کلومیٹر کے فاصلہ پر شمال کی طرف جنگل میں واقع ہے۔ قومی اعتبار سے یہ گاؤں فولانی قوم سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ اس قوم کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ نائیجیریا، بورکینا فاسو اور نائیجر سے ہجرت کر کے آئے اور یہاں آباد ہوگئے۔ یہ لوگ اپنا سارا دن جنگلوں میں گائے چرانے میں گزار دیتے ہیں۔ ان کی اکثریت مسلمان ہے۔ یہ قوم ''فل فل دے'' زبان بولتی ہے مگر اپنے بچوں کو شاذ ہی تعلیم دلواتے ہیں۔

2009ء میں مقامی داعی الی اللہ مکرم حمید جبریل صاحب اور مکرم محمد آصف ڈار صاحب مبلغ سلسلہ کی تبلیغ سے گاؤں والوں نے احمدیت قبول کی۔ چونکہ اس گاؤں کے اردگرد بہت سی چھوٹی نومبائع بستیاں بھی ہیں اس لئے جماعت نے ان کی تربیت کے لئے یہاں ایک پکی مسجد بنانے کا فیصلہ کیا۔ اس مسجد کا سنگِ بنیاد 14 نومبر 2015ء کو رکھا گیا۔ مقامی جماعت کے مردوزن نے دن رات وقارعمل کیا اور یوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے 16 جنوری 2016ء کو مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی۔

اس مسجد کی لمبائی قبلہ رخ 10 میٹر اور چوڑائی 8 میٹر ہے جس میں تقریباً 150 افراد نماز پڑھ سکتے ہیں۔ مقامی جماعت نے مسجد میں روشنی کے لئے سولر انرجی (Solar Energy) لگوائی ہے۔

مسجد کی افتتاحی تقریب 23 جنوری 2016ء بروز ہفتہ ہوئی۔ گیارہ بجکر 15 منٹ پر مرکزی وفد کا استقبال کیا گیا۔ محترم امیر صاحب بینن مکرم رانا فاروق احمد صاحب اپنے وفد کے ساتھ سٹیج پر تشریف لائے اور افریقی روایات کے مطابق ان کو پانی پیش کیا گیا۔ بعد از اں علاقے کے بادشاہ King of Ina، چیف ویلیج Borandou، تحصیلدار اور Bembreke کے میئر کے نمائندہ اپنے وفد کے ساتھ تشریف لائے اور مہمانان کو خوش آمدید کہا۔

تقریب کا آغاز تلاوت قران مجید سے ہوا۔ پل زبان میں ترجمہ کے بعد مقامی خادم نے قصیدہ میں سے چند منتخب اشعار پیش کئے۔ مقامی صدر صاحب جماعت نے پل زبان میں تمام آنے والوں کو خوش آمدید کہا۔ بعد ازاں درج ذیل معززین نے اپنے تأثرات کا اظہار کیا:

☆......**Ina شہر کے بادشاہ نے کہا** ''میرے پاس آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے الفاظ نہیں ہیں۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ خدا کے کام کرتے چلے جائیں......اللہ آپ کو کبھی نہیں چھوڑے گا۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو۔

Ina شہر کی تحصیلدار نے بھی جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ان جنگلوں اور بیابانوں میں مسجد بنانا آسان نہیں۔ پھر انہوں نے سامعین سے مخاطب ہوکر کہا کہ اس مسجد کا مقصد خدا کو یاد کرنا اور علم سیکھنا ہے۔ یہ موقع ضائع نہ کریں اور اے جماعت احمدیہ! آپ نے خدا کی مخلوق کو تحفہ دیا خدا آپ کو تحفہ دے۔

☆......**غیر احمدی امام مشہود صاحب** نے کہا: میں اس علاقے کے گاؤں میں پھرا ہوں۔ میں نے مسجدیں دیکھیں۔ گمان گیا وہاں سکول اور مساجد دیکھیں اور آج یہاں بھی ایک چھوٹی سی بستی میں جہاں آنا بھی مشکل ہے احمدیہ مسجد دیکھی۔ یہ مشاہدے اس بات کی دلیل ہیں کہ آپ خدا والے ہیں۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب بینن نے خطاب کیا۔ آپ نے موجودہ مسلمانوں کی حالت کا موازنہ کرتے ہوئے اسلام کی اصل تعلیم بیان کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کی انسانی خدمات کے واقعات بیان کئے۔ نیز بتایا کہ آج بینن میں نادار انسانوں کی خدمت، احمدیہ سکولز، ہسپتال اور دیگر فلاحی خدمات احمدیت یعنی حقیقی اسلام کر رہی ہے کیونکہ جماعت احمدیہ حبل اللہ یعنی خلافت سے وابستہ ہے اور یہی امن کی ضامن ہے۔ دوسرے مسلمان بدقسمتی سے دہشت گردی، قتل وغارت اور ظلم کے رستوں پر پڑ گئے ہیں۔ آخر پر آپ نے لوگوں کو مسیح آخر الزمان کو ماننے کی طرف توجہ دلائی۔

بعد ازاں امیر صاحب نے معززین کے ساتھ مسجد کے دروازے کھول دیئے۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد کھانا پیش کیا گیا جو مقامی لجنات نے بہت محبت سے بنایا تھا۔ تقریب میں 379 افراد شریک ہوئے۔

فرنچ گیانا

فرنچ گیانا میں پہلی مرتبہ Red Indian آبادی میں تبلیغ اسلام کا پروگرام

جماعت احمدیہ فرنچ گیانا کا مرکز Cayenne شہر میں ہے۔ یہاں سے قریباً پونے تین صد کلومیٹر کے فاصلہ پر شمال میں مشہور شہر Saint Laurent ہے۔ اس شہر کی اہمیت اس لئے بھی ہے کہ یہ ہمسایہ ملک Suriname سے ملتا ہے اور یہاں سے روزانہ کثرت سے لوگ سرینام جاتے ہیں اور اُدھر کے لوگ فرنچ گیانا آتے ہیں۔ یہ آمدورفت بذریعہ کشتی یا بحری جہاز ہوتی ہے۔

مکرم صدیق احمد منور صاحب مبلغ انچارج فرنچ گیانا لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جولائی 2015ء میں مذکورہ شہر کے قریب ایک ریڈ انڈین گاؤں Paddoek کے ایک نوجوان نے بذریعہ فون بتایا کہ انہیں بذریعہ اخبار ہمارا رابطہ نمبر ملا ہے اور وہ اسلام میں دلچسپی رکھتے ہیں اور اُن کا نام Jean Jaque Churwin ہے۔ چنانچہ بذریعہ فون ان سے رابطہ بڑھایا گیا اور جلد ہی مرکزی مبلغ سلسلہ مکرم محمد بشارت صاحب کو ان کے پاس بھجوایا گیا۔ آپ نے انہیں کتب سلسلہ اور قرآن مجید مع فرانسیسی ترجمہ فراہم کیا اور نماز سکھائی۔ الحمدللہ ہمارا یہ رابطہ ان کی تقویت

ایمان کا باعث رہا۔ پھر اللہ کے فضل سے انہوں نے کیتھولک عیسائی مذہب ترک کر کے اسلام قبول کر لیا۔ ہمارے مبلغ صاحب جب پہلی مرتبہ ان کے گاؤں میں گئے تو وہاں کے لوگ حیران تھے بلکہ ہمارے نو مبائع کے والدین اور رشتہ دار سب خوف میں تھے کہ یہ شخص یہاں کیا کرنے آیا ہے۔ پھر وقت کے ساتھ ساتھ خوف اور تعجب، محبت اور اُنس میں بدل گیا۔ چنانچہ ان کے گاؤں Paddoek میں تبلیغی پروگرام تشکیل دیا گیا۔ جس میں شمولیت کے لئے مبلغ سلسلہ مکرم محمد بشارت صاحب اور صدر مجلس خدام الاحمدیہ فرنچ گیانا مکرم عزیز وابو بکر ثانی صاحب 2 روز قبل ہی Paddock پہنچ گئے تا کہ جملہ پروگراموں کی صحیح طور پر تیاری کر سکیں۔ جماعتی اخراجات میں بچت کرنے کے پیش نظر دونوں بذریعہ کشتی سفر کر کے ہمسایہ ملک سرینام کے شہر Albina سے کانفرنس کے شرکاء کے لئے کھانے پینے کا سامان نیز کھانا پکانے کے لئے بڑے بڑے برتن خرید کر لائے۔ ایک رات قبل مسٹر Churwin کے خاندان کے لوگوں نے نہایت محبت اور ذوق وشوق کے ساتھ پیاز وغیرہ کاٹے اور دوسرے مصالہ جات تیار کئے۔ ان کے اس تعاون کو دیکھ کر یوں لگ رہا تھا کہ جیسے اُن کا خاندان پرانا احمدی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو احمدیت قبول کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔

چونکہ اس گاؤں میں یہ مذہبی اور اسلامی پروگرام پہلی مرتبہ منعقد ہو رہا تھا اس لئے اس امر کا خیال رکھا گیا کہ مختصر طور پر ان کو جماعت سے متعارف کروایا جائے۔

مکرم صدیق احمد منور صاحب مبلغ انچارج فرنچ گیانا لکھتے ہیں کہ قریباً پونے بارہ بجے مکرم Ismael Didier صاحب نیشنل صدر فرنچ گیانا کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم کے بعد خاکسار نے بتایا کہ مارچ کا مہینہ جماعت احمدیہ کے لئے نہایت اہمیت کا حامل ہے کیونکہ جماعت احمدیہ کا قیام 23 مارچ 1889ء کو پہلی بیعت سے ہوا۔ جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے وحی پاکر مسیح موعود اور امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ آپ وہی مسیح موعود اور امام مہدی ہیں جن کا انتظار کیا جا رہا تھا۔ آپ کا پیغام محبت اور امن کا پیغام ہے۔

اس کے بعد مکرم محمد بشارت صاحب نے بتایا کہ اسلام کے معنی ہی امن ہے۔ چنانچہ جو غلط باتیں اسلام کی طرف منسوب کی جاتی ہیں مثلاً دہشتگردی وغیرہ اُن کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ دہشتگردوں کا کوئی مذہب نہیں۔ جماعت احمدیہ ہی اسلام کی صحیح تصویر اور تشریح پیش کرتی ہے۔ اور ہم کل مذاہب کا احترام کرتے ہیں۔

بعد ازاں مکرم Keita Lasana صاحب، مکرم Jacque Berthol صاحب چینی دوست مکرم William صاحب اور صدر جماعت نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور گاؤں کے لوگوں کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اتوار کے روز اپنے وقت کی قربانی دے کر جماعت احمدیہ کے اس پروگرام کو کامیاب بنایا ہے۔ دعا کے ساتھ یہ پروگرام اختتام کو پہنچا۔ اس پروگرام کے موقع پر لوگوں کو جماعت کا لٹریچر دیا گیا اور اسلام احمدیت کی معلومات پر مشتمل بورڈز اور چارٹس بھی رکھے گئے جو لوگوں نے دلچسپی سے پڑھے۔ پروگرام کی کُل حاضری 52 رہی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک شخص مکرم Rene-Joel صاحب نے بیعت کرنے کی سعادت پائی۔ الحمدللہ۔

☆......☆......☆

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

درویش صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

ہفت روزہ ''بدر'' قادیان (درویش نمبر 2011ء) میں مکرم تنویر احمد ناصر صاحب کے قلم سے اُن 26 صحابہ کرام کا مختصر ذکرخیر شامل اشاعت ہے جنہیں قادیان میں بطور درویش خدمت کی سعادت عطا ہوئی۔ یہ سلسلہ گزشتہ شمارہ سے جاری ہے:

حضرت بھائی عبدالرحیم صاحبؓ

حضرت بھائی عبدالرحیم صاحبؓ (سابق جگت سنگھ) ولد سردار چندر سنگھ ڈھلوں (آف سرسنگھ ضلع لاہور) کا ذکرخیر قبل ازیں ''الفضل انٹرنیشنل'' 2/جولائی 1999ء کے ''الفضل ڈائجسٹ'' میں شامل اشاعت کیا جاچکا ہے۔

حضرت بھائی صاحب 1873ء میں پیدا ہوئے۔ احمدیت کا پیغام آپ کو حضرت سردار فضل حق صاحبؓ (سابق سردار سندر سنگھ بیعت 1898ء) کے ذریعہ ملا تھا اور آپؓ نے اس معیار پر سکھ اور اسلام کا موازنہ کیا کہ فی زمانہ جس مذہب میں کوئی بزرگ ایسا پایا جاتا ہو جو خداتعالیٰ سے ہمکلام ہوتا ہو اور اُس کی دعائیں سنی جاتی ہوں تو یہی مذہب قابل پیروی ہے۔

آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں اُن دنوں فوج میں ملازم تھا جب سردار فضل حق صاحب سے گفتگو ہوئی۔ دو ماہ بعد رخصت پر گھر جارہا تھا کہ پہلے عازم قادیان ہوا اور آٹھ دن تک یہاں قیام کیا اور پھر شرح صدر سے حضرت مسیح موعودؑ کی اجازت سے سکھ رہتے ہوئے سلسلہ بیعت میں منسلک ہوگیا۔ پھر نماز سیکھی اور پڑھنی شروع کردی۔ رمضان میں روزے رکھنے بھی شروع کردیئے تو فوج میں سکھوں کو اشتعال آگیا اور انہوں نے اتنا مجبور کیا کہ 8 مارچ 1895ء کو ملازمت سے استعفیٰ دے کر مستقل قادیان چلا آیا۔ استعفیٰ سے روکتے ہوئے ہیرا سنگھ نے کہا تھا کہ دولت کو ٹھوکر نہ مارو ورنہ تین سال کے بعد تم نہ مانگتے پھرو تو مجھے کہنا اور جو چاہے کہنا۔ چنانچہ جب فوج سے ملنے والی رقم ختم ہوگئی اور مجھے ہیرا سنگھ کے الفاظ یاد آئے تو مجھے شدید قلق پیدا ہوا اور پریشانی میں مَیں نے وضو کرکے ظہر سے پہلے کی سنّتوں میں خوب رو رو کر دعا کی تو قدرتِ حق نے محض اپنے ہی فضل سے نماز ظہر کے بعد دو روپے ماہوار کا مجھے ٹیوٹر مقرر کروادیا۔

حضرت بھائی عبدالرحیم صاحبؓ کو 1895ء سے 1899ء تک حضورؑ کی بابرکت صحبت میں رہنے کا موقعہ ملا۔ ازاں بعد آپ مدرسہ تعلیم الاسلام کے ٹیوٹر اور پھر مدرس مقرر ہوئے اور 1934ء تک تعلیمی خدمات بجا لاتے رہے۔ آپؓ 313/اصحاب کبار میں سے تھے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے ''ضمیمہ انجام آتھم'' میں آپ کا نام 37 نمبر پر درج فرمایا ہے۔ حضورؑ نے کئی بار آپؓ کی اقتداء میں نماز بھی ادا فرمائی۔ حضرت اقدسؑ کے عہدمبارک میں آپ کے قلم سے بعض علمی مضامین بھی شائع ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب کبھی سفر کے لئے تشریف لے جاتے تو حضور کی حرم حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رتھ میں سوار ہوتیں تو دوسرے خدام کے علاوہ آپ کو بھی ساتھ جانے کا حکم ملتا۔ آپ رتھ کے ساتھ ساتھ بطور محافظ بٹالہ اور پھر واپسی تک ساتھ رہا کرتے تھے۔ حضورؑ کی وفات کے وقت بھی آپؓ وہاں موجود تھے اور وفات سے قبل حضورؑ کے ارشاد پر حضورؑ کو دبانے کی سعادت بھی پائی۔

حضرت بھائی جی 1895ء سے تقسیم ہند تک قادیان میں قیام پذیر رہے۔ پھر پاکستان چلے گئے لیکن مئی 1948ء میں دوبارہ قادیان آگئے اور ناظر تعلیم و تربیت کے طور پر قادیان میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب جٹ فاضل امیر جماعت قادیان کی رخصت یا غیرموجودگی میں قائمقام ناظراعلیٰ اور امیر مقامی بھی آپؓ ہی ہوتے تھے۔

آپؓ ہر قسم کی تحریکات میں پُرجوش حصہ لیتے۔ چندہ جات باقاعدہ اور باشرح ادا فرماتے۔ آپ کی وصیت 1/4 حصہ کی تھی۔ صاحبِ رؤیا وکشوف و الہام تھے اور مستجاب الدعوات تھے۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ ادھر آپ کو خداتعالیٰ کی طرف سے اطلاع ملی اُدھر وہ بات پوری ہوگئی۔

عبادت نہایت خشوع وخضوع اور حضور قلب سے کرتے اور ایسا معلوم ہوتا کہ گویا آپ اس دنیا میں نہیں ہیں۔ غرباء اور مساکین کا خاص خیال رکھتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بےحساب دیا اور آپ نے بھی اسے خدا کی راہ میں اس کی خوشنودی کے لئے بےدریغ خرچ کیا۔ آپؓ نہایت منکسرالمزاج اور بےنفس اور یک رنگ بزرگ تھے۔ ہمیشہ نگاہیں نیچی رکھتے۔ گوشۂ تنہائی کو بہت پسند فرماتے اور شہرت سے کوسوں دُور بھاگتے۔ سالانہ جلسہ پر سٹیج ٹکٹ ملنے کے باوجود بالعموم دوسرے حاضرین میں بیٹھے رہتے۔

آپ توکّل کے بلند مقام پر تھے۔ آپ کی ضروریات کا انتظام معجزانہ طور پر خدا تعالیٰ فرما دیتا تھا۔ آپ نے دھرمسالہ، قادیان اور ربوہ میں مکانات تعمیر کرائے۔

حضرت بھائی عبدالرحیم صاحبؓ پر اپریل 1951ء میں فالج کا حملہ ہوا جس کے بعد جولائی 1953ء میں آپؓ حضرت مصلح موعودؓ کی اجازت سے ربوہ آگئے جہاں 9 جولائی 1957ء کو وفات پائی۔ حضورؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ قطعہ خاص میں مدفون ہوئے۔

حضرت بابا سلطان احمد صاحبؓ

حضرت بابا سلطان احمد صاحبؓ ولد چودھری نورعلی صاحب ساکن بہادر نواں پنڈ متصل گورداسپور نے بیعت کی سعادت 1893ء میں حاصل کی جبکہ زیارت کی توفیق اندازاً 1906ء میں حاصل ہوئی۔

حضرت بابا سلطان احمد صاحبؓ ایک معمولی خواندہ، تہ بند پوش دیہاتی وضع کے بزرگ تھے۔ وہ سُنایا کرتے تھے کہ احمدیت قبول کرتے ہی میری شدید مخالفت ہوئی۔ مَیں بہت معمولی پڑھا لکھا تھا اور ایسی شخصیت اور حیثیت بھی نہ تھی کہ کوئی مجلس منعقد کرکے تقریر کرسکتا۔ لیکن میرے دل میں ایک تڑپ تھی کہ کسی طرح تبلیغ کروں۔ مَیں نے آواز اچھی پائی تھی اور ''ہیر وارث شاہ'' بڑی خوش الحانی سے پڑھ سکتا تھا۔ چنانچہ مَیں نے یہ طریق اختیار کیا کہ مختلف دیہات میں چلا جاتا اور کسی بارونق مقام پر کھڑے ہوکر اکیلے ہی ہیر پڑھنا شروع کردیتا۔ میری آواز سن کر لوگ جمع ہونے لگتے۔ اور جب کافی مجمع جمع ہوجاتا تو میں ہیر پڑھنا بند کردیتا اور مہدیؑ کی آمد کی خبر دیتا۔ یہ طریق بڑا کامیاب رہا اور بہت لوگوں تک پیغام حق پہنچایا۔

آپؓ کو تبلیغ کا اتنا شوق تھا کہ جبکہ آپؓ کی عمر 80 سال کی ہوچکی تھی اور آپؓ اکثر بیمار بھی رہتے تھے، اپنی خدمات اعزازی طور پر نظارت دعوۃ وتبلیغ کے سپرد کیں اور کچھ عرصہ تک گورداسپور اور جالندھر وغیرہ اضلاع میں جاکر تبلیغ کرتے رہے۔ آپؓ کا قد میانہ تھا، باریک نقوش تھے، بات چیت کا اسلوب زوردار اور دلپذیر ہوتا تھا۔

آپؓ بھی تقسیم ہند کے وقت پاکستان چلے گئے تھے لیکن پھر مئی 1948ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر لبّیک کہتے ہوئے واپس قادیان آگئے۔ چونکہ عمر رسیدہ تھے اس لئے کئی بار آپؓ سے کہا گیا کہ کچھ عرصہ اپنے بچوں کے پاس ربوہ گزار آئیں لیکن آپؓ رضامند نہ ہوتے۔ ایک دو بار آپؓ کے بیٹے مکرم چودھری عزیز احمد صاحب کارکن صدر انجمن احمدیہ ربوہ بھی قادیان آئے اور اصرار کرکے آپؓ کو ہمراہ لے گئے۔ لیکن آپؓ پھر واپس قادیان آگئے۔

آپؓ 12 مارچ 1958ء کو بعمر 84 سال وفات پاکر بہشتی مقبرہ قادیان کے قطعہ صحابہ میں دفن ہوئے۔

حضرت بابا شیر محمد صاحبؓ

حضرت بابا شیر محمد صاحبؓ ولد مکرم دتّہ خان صاحب ساکن خان فتح ضلع گورداسپور 1947ء میں پاکستان چلے گئے تھے لیکن پھر حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر لبّیک کہتے ہوئے مئی 1948ء میں قادیان تشریف لے آئے۔ کافی معمّر ہونے کے باوجود نمازوں کے لئے باقاعدہ مسجد آتے۔ لمبا قد اور دیہاتی سادگی کا مجسمہ تھے۔ قریباً سو سال کی عمر میں 17/اگست 1949ء کو وفات پائی اور قطعہ صحابہ بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہوئے۔

حضرت بابا بھاگ صاحبؓ امرتسری

حضرت بابا بھاگ صاحبؓ ولد مکرم جیوا صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی سعادت 1904ء میں عطا ہوئی۔ آپ راجپوت جنڈیال قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ اصل وطن موضع بگڑوی ڈاکخانہ مکیریاں ضلع ہوشیارپور تھا۔ 1921ء میں وصیت کی۔ نہایت خاموش طبع، تنہائی پسند اور دُعاگو بزرگ تھے۔

قادیان میں کڑھائی اور زردوزی کا کام کرتے تھے۔ اُن کی دو بیٹیوں کی شادی بھی قادیان میں ہوئی تھی جبکہ ایک بیٹا احمدی نہیں تھا جس سے آپؓ کا تعلق منقطع ہوچکا تھا۔ آپؓ تقسیم ملک کے وقت ہی کافی معمّر تھے اور تقسیم کے بعد تو چلنے پھرنے سے معذور ہوگئے اور حواس بھی بجا نہ رہے تھے۔ آخر 18 جون 1956ء کو قریباً سو سال کی عمر میں وفات پاکر بہشتی مقبرہ قادیان کے قطعہ صحابہ میں دفن ہوئے۔

حضرت بابا شیخ احمد صاحبؓ

حضرت بابا شیخ احمد صاحبؓ ولد قاری غلام رحم صاحب (سب انسپکٹر پولیس) نے 1905ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی سعادت پائی۔ آپ کا تعلق قوم موہیال دت سے تھا اور محلّہ مسجد مبارک قادیان کے رہنے والے تھے۔ تقسیم ملک سے قبل معمولی دکانداری کا کام کرتے تھے۔ تقسیم کے بعد پہلے پاکستان گئے لیکن پھر حفاظتِ مرکز کے جذبہ سے واپس قادیان آگئے اور اپنے مکان میں ہی سکونت پذیر رہے۔ تنہائی پسند، کم گو اور کم آمیز تھے۔ سفید ریش اور کوتاہ قامت تھے۔ درویشی کے گیارہ سال عزلت نشینی میں گزار کر 10 فروری 1958ء کو بعمر 70 سال وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔

حضرت حافظ صدرالدین صاحبؓ

حضرت حافظ صدرالدین صاحبؓ ساکن رائے پور قادرآباد ضلع سیالکوٹ کو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت و زیارت کی سعادت 9 ستمبر 1901ء کو حاصل ہوئی۔

آپؓ حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر 11/مئی 1948ء کے قافلہ میں قادیان آگئے اور دس سال درویشی کی خدمت بجالاکر 3/اپریل 1958ء کو 92 سال کی عمر میں وفات پاکر بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔

آپؓ حافظِ قرآن تھے اور درویشی کے ایام میں بچوں کو قرآن کریم پڑھاتے رہے۔ بزرگ اور دُعاگو آدمی تھے۔ قد چھوٹا، رنگ گورا اور نقوش باریک تھے۔ لمبی داڑھی تھی اور عام طور پر سبز رنگ کے کپڑے پہنتے۔

حضرت میاں اللہ دتہ صاحبؓ

حضرت میاں اللہ دتّہ صاحبؓ ولد مکرم شہباز خان صاحب آف دوالمیال (جہلم) نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کا شرف قریباً 1901ء میں حاصل کیا۔

آپؓ اکثر دن کے تمام اوقات بہشتی مقبرہ میں چاردیواری کے اندر اور سڑک پر جھاڑو دیتے اور صفائی کرتے نظر آتے۔ گرد وغبار سے بال، چہرہ اور کپڑے اَٹے ہوتے اور زبان ولب مسلسل اوراد وتلاوت قرآن کریم میں مصروفِ جنبش رہتی۔ اپنے سارے ماحول سے منقطع رہ کر نہایت خاموشی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے لَو لگائے ہوئے انہوں نے اپنی درویشی کا زمانہ گزارا۔ بےشر اور مخلص بزرگ تھے۔ نماز، روزہ اور تہجد کے پابند تھے۔ موصی بھی تھے۔ 10/فروری 1950ء کو بعمر 65 سال وفات پاکر بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہوئے۔

حضرت ڈاکٹر عطردین صاحبؓ

حضرت ڈاکٹر عطردین صاحبؓ کا ذکرخیر قبل ازیں الفضل انٹرنیشنل 15/اکتوبر 2004ء اور 24/دسمبر 2010ء کے شماروں میں اسی کالم کی زینت بن چکا ہے۔

(یہ مضمون آئندہ شمارہ میں بھی جاری رہے گا)

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ یکم جولائی 2011ء میں نظامِ خلافت کے حوالہ سے مکرم چودھری شبیر احمد صاحب کی ایک نظم شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

کتنے خوش بخت ہیں ہم، کیسا حسیں ہے یہ نظام
جلوہ افروز سدا رہتا ہے اک ماہِ تمام
نور و محمود ملے ناصر و طاہر بھی ملے
منبعِ جُود و کرم تھے یہ بزرگانِ کرام
ایک سے ایک ملا گوہر نایاب ہمیں
آج مہدی کی جماعت کا ہے ''مسرور'' امام
ابن منصور رہے تیری پنہ میں یا ربّ
ہے بصد عجز دعاگو ترا ناچیز غلام
تا ابد شمعِ خلافت رہے روشن شبیر
غلبۂ دینِ محمدؐ کا ہے ضامن یہ نظام

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
June 10, 2016 – June 16, 2016

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday June 10, 2016

00:00 World News
00:20 Dars-e-Ramadhan: The topic is 'purification of the soul'.
00:35 Qur'an Sab Se Acha: The topic is 'the Holy Prophet Muhammad (saw)'.
01:05 As-Sayyam
01:40 Introduction To The Life Of Holy Prophet Muhammad (saw).
02:40 Tilawat: Part 4.
03:35 Dars-e-Ramadhan [R]
03:50 Dars-ul-Qur'an
05:25 Qur'an Sab Se Acha [R]
06:00 Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 93-158.
07:00 Dars-e-Ramadhan: The topic is 'upbringing of children during the month of Ramadhan'.
07:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 20.
07:50 Open Forum
08:30 Indonesian Service
09:30 Dars-ul-Qur'an
11:30 Live Transmission From Baitul Futuh
12:00 Live Friday Sermon
13:00 Live Transmission From Baitul Futuh
13:30 Tilawat: Surah Al-Mumtahinah, verses 1-7 with Urdu translation.
13:40 Yassarnal Quran: Lesson no. 20.
14:00 Shotter Shondhane: Rec. September 29, 2012.
15:00 Dars-e-Ramadhan [R]
15:20 The Holy Prophet Muhammad (saw) And Ramadhan
15:30 In His Own Words
16:20 Friday Sermon [R]
17:35 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 20.
18:00 World News
18:30 The Holy Prophet Muhammad (saw) And Ramadhan [R]
19:15 Tilawat: Part 4.
20:30 Dars-e-Ramadhan [R]
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Braheen-e-Ahmadiyya: An Urdu discussion on the book 'Braheen-e-Ahmadiyya' written by the Promised Messiah (as).
23:00 Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 159-201.

Saturday June 11, 2016

00:00 World News
00:35 The Holy Prophet Muhammad (saw) And Ramadhan
01:10 Tilawat: Part 5.
02:25 Friday Sermon: Recorded on June 10, 2016.
03:30 Braheen-e-Ahmadiyya
04:05 Dars-ul-Qur'an
06:00 Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 254-287 and Surah Aale-Imraan, verses 1-21.
07:00 Dars-e-Ramadhan: The topic is 'Nawafil prayer'.
07:15 Al-Tarteel: Lesson no. 39.
07:45 Story Time: Programme no. 21.
08:00 International Jama'at News
08:35 Friday Sermon: Recorded on June 10, 2016.
09:00 Question & Answer Session
10:00 Indonesian Service
11:00 Dars-ul-Qur'an
12:15 Seerat-un-Nabi: An Urdu discussion programme about the honesty and high morals of the Holy Prophet Muhammad (saw).
13:00 Tilawat: Surah Al-Mumtahirah, verses 8-14 with Urdu translation.
13:10 Dars-e-Ramadhan [R]
13:30 Al-Tarteel: Lesson no. 39.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Maidane Amal Ki Kahani
16:00 Live Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:30 Seerat-un-Nabi [R]
19:00 Al-Saum
19:15 Tilawat: Part 5.
20:30 International Jama'at News
21:00 Story Time: Programme no. 21.
21:30 Dars-ul-Qur'an [R]
22:50 Friday Sermon [R]

Sunday June 12, 2016

00:05 Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 22-92.
00:55 Seerat-un-Nabi
01:20 Tilawat: Part 6.
02:30 Al-Saum
02:45 Friday Sermon: Recorded on June 10, 2016.
03:55 Maidane Amal Ki Kahani
04:45 Dars-ul-Qur'an
06:00 Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 93-158.
07:00 Ramadhan Dars-e-Hadith: The topic is 'blessings of fasting'.
07:20 Yassarnal Quran: Lesson no. 20.
07:45 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna: Recorded on October 20, 2012.
08:55 Faith Matters: Programme no. 174.
10:00 Indonesian Service
11:05 Dars-ul-Qur'an
12:25 Tilawat: Surah Al-Jumu'ah, verses 1-12.
12:40 Ramadhan Dars-e-Hadith [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on June 10, 2016.
14:10 Shotter Shondhane
15:15 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
16:15 Blessings And Importance Of Ramadhan
16:45 Kids Time: Programme no. 42.
17:30 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:20 The Holy Prophet Muhammad (saw) And Ramadhan
19:00 Roots To Branches
19:25 Tilawat: Part 12.
20:30 Qur'an Sab Se Acha
21:00 Ramadhan Dars-e-Hadith [R]
21:30 Dars-ul-Qur'an [R]
22:45 Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 159-201 and Surah An-Nisa, verses 1-24.
23:45 Friday Sermon [R]

Monday June 13, 2016

01:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna
02:25 Tilawat: Part 12.
03:15 Dars-ul-Qur'an
04:30 Friday Sermon: Recorded on June 10, 2016.
05:30 Roots To Branches
06:00 Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 84-121 and Surah Al-An'am.
06:55 Dars-e-Ramadhan: the topic is 'etiquettes of the recitation of the Holy Qur'an'.
07:10 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood: An Urdu discussion on the life and character of the Promised Messiah (as).
07:30 Al-Tarteel: Lesson no. 39.
08:00 International Jama'at News
08:35 In His Own Words
09:10 Seerat-e-Rasool: A discussion about the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw) in reflection to Ramadhan-ul-Mubarak.
09:50 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday Sermon delivered on January 15, 2016.
11:00 Dars-ul-Qur'an
12:15 Waqf-e-Aarzi
13:00 Tilawat: Surah Al-Jumu'ah, verses 1-12.
13:15 Dars-e-Ramadhan [R]
13:30 Al-Tarteel [R]
14:00 Bangla Shomprochar
15:15 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]
15:30 Seerat-e-Rasool [R]
16:00 The Bigger Picture: Recorded on May 24, 2016.
16:50 Waqf-e-Aarzi [R]
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Seerat-e-Rasool [R]
19:00 Tilawat: Part 7.
20:30 Dars-e-Ramadhan [R]
20:55 In His Own Words [R]
21:30 Dars-ul-Qur'an [R]
22:30 Seerat-e-Rasool [R]
23:00 Tilawat: Surah Al-Ana'am, verses 27-111.

Tuesday June 14, 2016

00:00 World News
00:20 Dars-e-Ramadhan
00:40 Waqf-e-Aarzi
01:20 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
02:25 Tilwat: Part 8.
03:30 Seerat-e-Rasool
04:00 Dars-ul-Qur'an
05:00 Friday Sermon: Recorded on July 23, 2010.
06:00 Tilawat: Surah Al-Ana'am, verses 112-166.
06:50 Ramadhan Dars-e-Hadith: The topic is 'the cleansing of the heart during Ramadhan'.
07:15 Yassarnal Quran: Lesson no. 21.
07:30 In His Own Words
08:30 Noor-e-Mustafwi: A discussion about the different aspects of the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
09:00 Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail: Recorded on June 24, 2015.
10:00 Indonesian Service
11:05 Dars-ul-Quran: Verses 1-5 of Surah Al-Imran, by Khalifatul-Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 32. Recorded on January 31, 1987.
12:40 Tilawat: Surah Al-Munaafiqoon, verses 1-12.
12:50 Ramadhan Dars-e-Hadith [R]
13:00 Yassarnal Quran [R]
13:15 Blessings And Importance Of Ramadhan
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail
16:05 Food For Thought-Food labels
16:35 Faith Matters: Programme no. 192.
17:35 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:15 Live The Bigger Picture
19:05 Noor-e-Mustafwi: Different aspects of the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
19:25 Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 149-177 and Surah Al-Maa'idah, verses 1-18.
20:25 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on June 10, 2016.
21:30 Dars-ul-Qur'an [R]
23:00 Tilawat: Surah Al-Araaf, verses 1-88.

Wednesday June 15, 2016

00:05 World News
00:20 In His Own Words
00:50 Noor-e-Mustafwi
01:10 Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 19-83.
02:30 Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail
03:30 Story Time: Programme no. 21.
03:50 Food For Thought- Food Labels
04:25 Dars-ul-Qur'an
06:00 Tilawat: Surah Al-A'raaf, verses 89-160.
06:50 Dars-e-Malfoozat
07:20 Al-Tarteel: Lesson no. 39.
07:55 The Bigger Picture: Recorded on June 07, 2016.
08:45 The Holy Prophet Muhammad (saw) And Ramadhan
09:15 Hamdiyya Majlis
10:10 Indonesian Service
11:25 Dars-ul-Qur'an: Qur'anic verses 24-31 of Surah Al-Imran, by Khalifatul Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 40. Rec. March 01, 1987.
12:45 Tilawat: Surah At-Taghaabun, verses 1-9.
12:55 Dars-e-Malfoozat [R]
13:25 Al-Tarteel: Lesson no. 38.
13:50 Bangla Shomprochar
15:00 Live Deeni-o-Fiqahi Masail
16:35 The Holy Prophet Muhammad (saw) And Ramadhan [R]
17:05 Roohani Khazaa'in Quiz [R]
17:25 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:15 French Service
19:25 Tilawat: Part 9.
20:30 Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:00 Kids Time [R]
22:45 Roohani Khazaa'in Quiz [R]
23:10 Tilawat: Surah Al-A'raaf, verses 161-207 and Surah Al-Anfal, verses 1-41.

Thursday June 16, 2016

00:00 World News
00:25 The Holy Prophet Muhammad (saw) And Ramadhan
00:55 Roohani Khazaa'in Quiz
01:20 Tilawat: Part 10.
02:25 Deeni-O-Fiqahi Masail
02:55 Hamdiyya Majlis
03:50 In His Own Words
04:20 The Holy Prophet Muhammad (saw) And Ramadhan [R]
04:45 Dars-ul-Qur'an
06:05 Tilawat & Dars-e-Ramadhan
07:20 Yassarnal Quran: Lesson no. 21.
07:35 In His Own Words
08:05 Beacon Of Truth
08:55 Qur'an Sab Se Acha
09:35 Indonesian Service
10:40 Dars-ul-Qur'an: Qur'anic verses 25-29 of Surah, by Khalifatul Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 41. Recorded on March 06, 1987.
12:20 As-Sayyam
13:00 Tilawat: Surah At-Taghaabun, verses 10-19.
13:15 Dars-e-Ramadhan [R]
13:40 Yassarnal Quran [R]
14:00 Friday Sermon: Recorded on June 10, 2016.
15:05 Development Of Mosques Documentary
15:40 Qur'an Sab Se Acha
16:00 Persian Service: Programme no. 58.
16:35 Beacon Of Truth
17:35 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:30 As-Sayyam [R]
19:30 Tilawat: Part 10.
20:25 Faith Matters: Programme no. 175.
21:30 Dars-ul-Qur'an [R]
23:15 Tilawat: Surah At-Tawbah, verses 30-93.

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 23 Friday 10 June , 2016 Issue No. 24

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ ڈنمارک 2016ء

ناصرات الاحمدیہ کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ کلاس اور مجلس سوال و جواب۔ تقریب آمین۔ حضور انور کے اعزاز میں ہلٹن ہوٹل میں استقبالیہ تقریب۔

ڈنمارک میں 160 مختلف مذہبی گروپس رجسٹرڈ ہیں اور ان تمام کو مذہبی آزادی حاصل ہے۔ لیکن میں اس بات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ ان تمام میں احمدیہ جماعت ایک خاص مقام رکھتی ہے۔ آپ 'محبت سب کے لئے' پر یقین رکھتے ہیں۔ میں اس بات کا اظہار کرنے میں فخر کرتا ہوں کہ احمدیہ مسلم جماعت ان سب میں امن اور پیار کو فروغ دینے اور نفرت کے خلاف کام کرنے میں سب سے آگے ہے۔ (منسٹر آف کلچر اینڈ چرچ ڈنمارک)

❁......امن کا قیام آج کی اہم اور اشد ترین ضرورت ہے۔ امن کا قیام ہی ہماری اوّلین خواہش اور مقصد ہونا چاہئے۔ ❁...... چند مسلمانوں کے نفرت آمیز اعمال کا موجودہ تنازعات میں غیر معمولی عمل دخل ہے۔ لیکن اُن کے یہ ظالمانہ فعل اسلامی تعلیمات سے دُوری کا نتیجہ ہیں۔

❁......ہم اگر اپنے بچوں اور آنے والی نسلوں کو جنگ کی اذیت اور اس کے تباہ کُن نتائج سے بچانا چاہتے ہیں تو ہمیں لازماً اپنے خالق کے اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے ہوں گے۔

(حالات حاضرہ کا حقیقت پسندانہ تجزیہ اور امن عالم کے قیام کے سلسلہ میں اہم تجاویز پر مستمل حضور انور ایدہ اللہ کا بصیرت افروز خطاب)

❁......خلیفہ کی تقریر نہایت دلچسپ اور سحر انگیز تھی۔ ❁......اس میں نہ صرف ڈنمارک بلکہ پوری دنیا کے لئے ایک ضروری پیغام تھا۔ ❁......حضرت جب یہاں تشریف لائے تو مَیں نے اپنے اندر ایک سکون محسوس کیا۔......حضور کا خطاب آزادی، امن اور محبت کی آواز تھی۔ (تقریب میں شامل مہمانوں کے تأثرات)

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

8؍مئی 2016ء بروز اتوار (حصّہ دوم)

ناصرات الاحمدیہ کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ کلاس

اس کے بعد پروگرام کے مطابق حضور انور کے ساتھ ناصرات کی کلاس شروع ہوئی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزہ سبیکہ محمود نے کی بعد ازاں اس کا اردو ترجمہ عزیزہ روشانہ طاہر نے پیش کیا۔

اس پر حضور انور نے فرمایا ڈینش زبان جاننے والوں کے لئے ڈینش ترجمہ بھی ہونا چاہئے تھا۔

اس کے بعد عزیزہ ساخرہ طاہر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کے بارہ میں حدیث پیش کی اور اس کا اردو ترجمہ عزیزہ شائلہ شاہد نے پیش کیا۔

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی۔ جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق جابر بادشاہت قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور ظلم و ستم کے دور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے۔

بعد ازاں عزیزہ ونیسہ احمد نے خلفائے راشدین کے عنوان پر تقریر کی اور چاروں خلفائے راشدین کے بارہ میں اختصار سے ذکر کیا۔

اس کے بعد عزیزہ علیشاہ بٹ، لبینہ جاوید، مبشرہ چیمہ، انیقہ لئیق، مشعل احمد اور عزیزہ زارا طارق نے درج ذیل منظوم کلام کورس کی صورت میں خوش الحانی کے ساتھ پیش کیا۔

ہمارا خلافت پہ ایمان ہے
یہ ملت کی تنظیم کی جان ہے
خلافت سے زندہ دلوں میں خدا
خلافت غریبوں کا ہے آسرا
نہ کیوں جان و دل ہوں اسی پر فدا
اسی کے ہے دم سے ہماری بقا
نہ ہوگا کبھی اپنا اخلاص کم
بڑھے گا اسی سے ہمارا قدم
خلافت کا جب تک رہے گا قیام
نہ کمزور ہوگا ہمارا نظام

اس کے بعد عزیزہ بسمہ چیمہ نے خلافت کی برکات کے حوالہ سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا درج ذیل اقتباس پیش کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلافت کے متعلق رسالہ ''الوصیت'' میں فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا ہے اور یقین کر لیتے ہیں کہ یہ جماعت ختم ہو جائے گی اور خود جماعت کے کچھ بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ جیسا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ کو کھڑا کر کے اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔

سو اے عزیزو! جبکہ بہت پہلے سے اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ دو قدرتیں دکھاتا ہے تا کہ وہ مخالفوں کی جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی اس سنت کو ختم کر دے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی دکھی مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن جب مَیں جاؤں گا تو پھر اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے ماننے والے ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا''۔

اس کے بعد عزیزہ آمنہ سید اور عزیزہ عزّہ بلال نے خلفاء حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عنوان پر تقاریر کیں۔

بچیوں کے ساتھ مجلس سوال و جواب

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچیوں کو سوالات کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

❁......ایک بچی نے سوال کیا کہ جب آپ تشریف لائے تھے تو ایک نظم کے پڑھنے کے بارہ میں ذکر کیا تھا، کیا اس کو اب پڑھ لیں، یہ نظم درثمین کی ہے اور ''سبحان من یرانی'' ہے۔

❁......ایک اور بچی نے قصیدہ سنانے کی درخواست کی۔ اس پر حضور انور نے صرف دو اشعار پڑھنے کا ارشاد فرمایا اور شعر ''یارب صل علیٰ نبیک دائماً'' کو دوبارہ پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔

❁......ایک بچی نے سوال کیا کہ حضور انور نے اب تک کتنی بار قرآن کریم کی تلاوت مکمل کی ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا بیشمار دفعہ کی ہے کبھی گنتی نہیں کی۔ سال میں 7,6 دفعہ مکمل ہو جاتی ہے۔

❁......ایک بچی کے سوال پر کہ جب آپ خلیفہ بنے تو آپ کو کیسا لگا۔ حضور انور نے فرمایا: پہلے کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں، ویڈیو دوبارہ دیکھ لیں۔ بہت بوجھ ہوتا ہے بہت مشکل کام ہوتا ہے۔

❁......ایک بچی نے سوال کیا دوپٹہ کس عمر سے سکول میں لینا چاہئے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا 12 سال سے لیکن لباس مناسب اور باحیا ہونا چاہئے۔

❁......ایک بچی نے سوال کیا جب آپ چھوٹے تھے تو کس قسم کی شرارتیں کرتے تھے۔

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں